تجہیز و تکفین

قرآن وسنت کی روشنی میں

مفتی راشد حسین ندوی

ناشر

سید احمد شہید اکیڈمی

دار عرفات، تکیہ کلاں، رائے بریلی

www.abulhasanalinadwi.org

جملہ حقوق محفوظ

طبع پنجم

جمادی الاولی ۱۴۳۷ھ - فروری ۲۰۱۶ء

کتاب	:	تجہیز و تکفین
مصنف	:	مفتی راشد حسین ندوی
صفحات	:	۸۸
تعداد	:	ایک ہزار (۱۰۰۰)
قیمت	:	Rs. 70/-

باہتمام: محمد نفیس خاں ندوی

ملنے کے پتے :

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

☆ ابراہیم بک ڈپو، مدرسہ ضیاء العلوم رائے بریلی ☆ مکتبہ اسلام، گوئن روڈ، لکھنؤ

☆ مکتبة الشباب العلمية، ندوہ روڈ لکھنؤ

ناشر

سید احمد شہید اکیڈمی

دارِ عرفات، تکیہ کلاں، رائے بریلی (یوپی)

www.abulhasanalinadwi.org

فہرست

مقدمہ ۶

باب اول

عیادت

بیمار کی عیادت کی تاکید اور فضیلت .. ۸

کافر کی عیادت ۱۰

بیمار کو تسلی ۱۱

بیمار کے لیے دعا ۱۳

بیمار کے ساتھ دیر تک نہ بیٹھے ۱۴

بیمار کی عیادت میں اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۵

باب دوم

جانکنی

قریب المرگ مریض کیا کہے؟ ۱۸

قریب المرگ کے پاس کیا کرے؟ ۱۹

جانکنی کی علامت ۲۰

جانکنی میں مبتلا شخص کو کس طرح لٹائے ۲۰

تلقین اور اس کا طریقہ ۲۱

موت واقع ہو جانے کے بعد کیا کرے؟ ۲۲

موت واقع ہونے کے بعد متعلقین کیا کریں؟ ۲۲

میت پر آہ و بکاء کا حکم ۲۵

میت کے گھر والوں کو کھانا بھیجنا ... ۲۸

موت پر صبر اور اس کا اجر و ثواب .. ۲۸

باب سوم

میت کو غسل دلانا

فقہی احکام ۳۲

غسل کون دلائے گا؟ ۳۴

غسل دلانے کے متفرق مسائل .. ۳۶

www.abulhasanalinadwi.org

باب چہارم

کفن کے مسائل

فقہی احکام ۳۹
مرد کا کفن سنت ۴۰
عورت کا کفن سنت ۴۰
مرد کا کفن کفایت ۴۰
عورت کا کفن کفایت ۴۰
کفن ضرورت ۴۱
خنثیٰ مشکل کے کفن کا حکم ۴۱

کفن دلانے کا طریقہ

مرد کو کفنانے کا طریقہ ۴۱
عورت کو کفنانے کا طریقہ ۴۲
کفن کے متفرق مسائل ۴۳
کفن کا خرچ کس کے ذمہ ہوگا؟ .. ۴۴
جنازہ کس طرح لے جائے؟ ۴۵
فقہی احکام ۴۶

باب پنجم

نماز جنازہ

فقہی احکام ۵۰
نماز جنازہ فرض کفایہ ہے ۵۰
نماز جنازہ کے وجوب کے شرائط .. ۵۰
نماز جنازہ صحیح ہونے کے شرائط ... ۵۱
مصلی کے لیے شرائط ۵۱
میت کی شرائط ۵۱
کن لوگوں کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی ۵۳
نماز جنازہ کے ارکان ۵۴
نماز جنازہ کی سنتیں ۵۴
نماز جنازہ میں امامت کا حق دار .. ۵۴

امامت کے متفرق مسائل

نماز جنازہ کی مفسدات ۵۶
وہ مقامات جہاں نماز جنازہ مکروہ ہے ۵۶
نماز جنازہ کا طریقہ ۵۷
بالغ میت کے لیے دعا ۵۸
نابالغ لڑکے کے لیے دعا ۵۹
نابالغ لڑکی کے لیے دعا ۶۰

نماز جنازہ کے کچھ متفرق مسائل

www.abulhasanalinadwi.org

اگر یک وقت کئی جنازے آجائیں ۶۱
مسبوق کیا کرے؟ ۶۲

باب ششم

میت کی تدفین

بغلی قبر کی ہیئت ۶۵
صندوقی قبر ۶۵
قبر کی لمبائی چوڑائی ۶۵
قبر میں میت کو کس طرح اتارے؟ ۶۶
فقہی احکام ۶۶
قبر پر مٹی ڈالنے کے احکام ۶۹
فقہی احکام ۶۹
تدفین کے بعد کیا کرے؟ ۷۰
فقہی احکام ۷۲
قبر پر عمارت وغیرہ بنانا ۷۲
فقہی احکام ۷۳

تدفین سے متعلق کچھ متفرق مسائل

میت کے پس ماندگان سے تعزیت . ۷۴
اہل میت کی طرف سے کھانے کی دعوت
.... ۷۶

باب ہفتم

شہید کے احکام

پہلی قسم کا شہید ۷۷
قسم اول کے احکام ۷۸
دوسری قسم کے شہداء ۷۸
قسم دوم کے شہداء کون ہیں؟ ۷۹

باب ہشتم

متفرق مسائل

بچوں کے احکام ۸۰
عدت وفات ۸۱
فقہی مسائل ۸۲
سوگ ۸۲
فقہی احکام ۸۳
عدت کہاں گزارے؟ ۸۴
قبروں کی زیارت ۸۴
فقہی مسائل ۸۶
زیارت قبور کا طریقہ ۸۶
ایصال ثواب کا مسنون طریقہ ۸۸

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی
(ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده!

یہ صرف دین اسلام کی خصوصیت اور اس کا نمایاں وصف ہے کہ اس میں زندگی کے ہر موڑ کے لیے ہدایات موجود ہیں، پیدائش سے لے کر موت تک اس میں اسلامی زندگی کے لیے پورا نظام پیش کیا گیا ہے، اجتماعی اور عائلی زندگی ہو یا انفرادی اور ذاتی مسائل ہوں، اسلامی تعلیمات میں اس کے واضح اور نمایاں خطوط موجود ہیں، جن سے ہر مسلمان پوری رہنمائی حاصل کر سکتا ہے اور مشکلات و مسائل کو حل کر سکتا ہے، اللہ تعالیٰ فقہائے اسلام کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اسلامی قانون کو قرآن وحدیث کی روشنی میں منضبط کیا اور اس کے لیے انہوں نے بڑی ضخیم کتابیں تیار کیں، جو اسلامی کتب خانہ کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں، چونکہ یہ کتابیں عربی زبان میں ہیں اور ان میں دقیق اور قانونی زبان استعمال کی گئی ہے اس لیے ان سے عمومی طور پر استفادہ آسان نہ تھا، بعد میں علمائے اسلام نے ضروری اور روزمرہ کے مختلف مسائل کو ان ضخیم کتابوں سے علاحدہ کر کے سلیس اور عام فہم زبان میں پیش کیا تا کہ عملی طور عملی

www.abulhasanalinadwi.org

زندگی میں اس سے فائدہ اٹھایا جاسکے، اردو زبان میں ہمارے ہندوستانی علماء نے یہ فریضہ انجام دیا، اور اس سے اسلامی کتب خانہ میں بیش بہا اضافہ ہوا، جن اہم موضوعات کو علماء نے اختیار کیا، ان میں ایک اہم موضوع سفر آخرت سے متعلق ہے، جس میں مریض اور میت سے متعلق آداب واحکام کو پیش کیا گیا ہے۔

اردو میں اس سلسلہ کی دو کتابیں زیادہ مشہور ہیں، جن میں ایک کتاب ڈاکٹر عبد الحی عارفیؒ کی تصنیف کردہ ہے اور دوسری مولانا قاری صدیق صاحب باندویؒ کی، اول الذکر کتاب بڑی مفصل ہے جب کہ دوسری کتاب مختصر ہے، اور دونوں ہی کتابیں اپنی اپنی جگہ پر بڑی مفید اور اہم ہیں، لیکن اس کے ساتھ یہ ضرورت بھی محسوس کی جارہی تھی کہ اس موضوع پر ایک ایسی کتاب مرتب کی جائے جس میں موضوع پر بڑی حد تک احاطہ بھی ہو اور کتاب ضخیم بھی نہ ہو تاکہ ہر خاص وعام اس سے فائدہ اٹھاسکے، ہمیں خوشی ہے کہ یہ کام بڑی مستعدی کے ساتھ عزیزی مفتی مولوی محمد راشد حسین ندوی نے پورا کیا، جس میں سادہ اور سلیس زبان میں اس موضوع سے متعلق اہم اور ضروری مسائل و آداب آگئے ہیں، عزیز موصوف کو اللہ تعالیٰ نے فقہ کا اچھا ذوق عطا فرمایا ہے، ہم ان کے اس کام کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس عمل کو نافع و مفید فرمائے۔

محمد رابع حسنی ندوی

۱۶/ربیع الاول ۱۴۲۳ھ

دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول

عیادت

بیمار کی عیادت کی تاکید اور فضیلت

(۱)عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: حق المسلم على المسلم خمس: رد السلام، وعيادة المريض، واتباع الجنائز، واجابة الدعوة، وتشميت العاطس.(۱)

(حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں: ۱-سلام کا جواب دینا، ۲-مریض کی عیادت کرنا، ۳-جنازہ کے ساتھ جانا، ۴-دعوت قبول کرنا، ۵-اور چھینکنے والے کو (یرحمک اللہ) کی دعا دینا)

(۲)عن ثوبان رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان المسلم اذا عاد أخاه المسلم لم يزل في خرفة الجنة حتى يرجع.(۲)

(حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے

(۱)صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الأمر باتباع الجنائز:۱/۱۶۷، و صحيح مسلم، في كتاب السلام، باب من حق المسلم للمسلم:۲/۲۱۳

(۲)صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب فضل عيادة المريض: ۲/۳۱۸

www.abulhasanalinadwi.org

فرمایا: کوئی مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو لوٹتے تک برابر جنت کے باغ میں رہتا ہے)

(٣)عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان الله تعالیٰ يقول يوم القيامة يا ابن آدم مرضت فلم تعدني؟ قال: يا رب! كيف أعودك وأنت رب العالمين؟ قال: أما علمت أن عبدي فلانا مرض فلم تعده، أما علمت أنك لو عدته لوجدتني عنده. (١)

(حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: اے ابن آدم! میں بیمار ہوا اور تو نے میری عیادت نہ کی؟ بندہ کہے گا: اے میرے پالنہار! میں تیری عیادت کیسے کرتا جب کہ تو ہی سارے جہانوں کا پروردگار ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا اور تو نے اس کی عیادت نہیں کی تھی، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اگر تم اس کی عیادت کرتے تو مجھے اس کے پاس پاتے)

(٤)عن علي رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ما من مسلم يعود مسلما غدوة الا صلى عليه سبعون ألف ملك حتى يمسي، وان عاده عشية الا صلى عليه سبعون ألف ملك حتى يصبح وكان له خريف في الجنة. (٢)

(حضرت علیؓ سے روایت ہے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب بھی کوئی مسلمان صبح کے وقت دوسرے مسلمان کی عیادت کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعائے رحمت

---

(١)صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب فضل عيادة المريض: ٣١٨/٢

(٢)سنن الترمذي، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عيادة المريض: ١٩١/١

www.abulhasanalinadwi.org

کرتے ہیں، اور جب بھی شام کو اس کی عیادت کرتا ہے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ مخصوص ہو جاتا ہے)

(٥) عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من توضأ فأحسن الوضوء، وعاد أخاه المسلم محتسبا بُوعِد من جهنم مسيرة سبعين خريفا. (١)

(حضرت انسؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے وضو کیا اور خوب اچھی طرح وضو کیا، پھر ثواب کی نیت رکھتے ہوئے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کی تو اس کو جہنم سے ستر سال کی مسافت کے بقدر دور کر دیا جائے گا)

تشریح:۔۔۔ یہ احادیث اپنے مطلب میں بالکل واضح ہیں، اور یہ اس موضوع کی چند احادیث ہیں، ورنہ ذخیرۂ احادیث میں بہت کثرت سے عیادت کی فضیلت اور تاکید وارد ہوئی ہے، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کا بہت اہتمام فرماتے تھے، اس لیے اگر پہلے سے عیادت کا معمول ہو تو اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور خدانخواستہ ابھی تک اس میں کوتاہی رہی تو فوری طور سے اس پر عمل شروع کر دینا چاہیے، اور ان احادیث میں جس اجر وثواب کا ذکر ہے دل میں ان کا استحضار رکھنا چاہیے، اس لیے کہ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہوتا ہے: "انما الأعمال بالنيات". (اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے)

کافر کی عیادت

عن أنس رضي الله عنه قال: كان غلام يهودي يخدم النبي صلى الله عليه وسلم فمرض، فأتاه النبي صلى الله عليه وسلم يعوده فقعد عند رأسه فقال له أسلم، فنظر الى أبيه وهو عنده فقال: أطع

(١) سنن أبي داؤد، كتاب الجنائز، باب في فضل العيادة على وضوء: ٢/٤٤١

www.abulhasanalinadwi.org

أبا القاسم، فأسلم، فخرج النبي صلى الله عليه وسلم وهو يقول: الحمد لله الذی أنقذه من النار.(١)

(حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا آنحضرت ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ بیمار ہوگیا، تو آپ ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لائے، اور اس کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا: اسلام قبول کرلو، وہ لڑکا اپنے والد کی طرف دیکھنے لگا جو پاس ہی تھا، اس کے والد نے کہا: ابوالقاسم (ﷺ) کی بات مان لو، چنانچہ وہ لڑکا مسلمان ہوگیا اور آپ ﷺ یہ کہتے ہوئے نکل آئے کہ "الحمدللہ! اللہ نے اس کو جہنم سے بچالیا")

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے پاس پڑوس میں رہنے والے یا کسی قسم کا تعلق رکھنے والے غیر مسلم بیمار ہوجائیں تو ان کی عیادت کرنا جائز ہے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر موقع مل جائے تو اس موقع پر اس کو اسلام کی دعوت بھی مناسب ڈھنگ سے دینا چاہیے۔

بیمار کو تسلی

(١) عن ابن عباس رضي الله عنه أن النبي ﷺ كان اذا دخل على مريض يعوده قال: لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰه.(٢)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کسی مریض کی عیادت کے لیے داخل ہوتے تھے تو فرماتے تھے: لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰه" (پریشانی کی کوئی بات نہیں، ان شاء اللہ یہ مرض (گناہوں) سے پاک کردے گا)

(٢) عن أبی سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله

(١) البخاری، كتاب الجنائز، باب اذا أسلم الصبي فمات هل يصلى عليه: ١/١٨١

(٢) البخاری، كتاب المرضى، باب عيادة الأعراب: ٢/٨٤٤

www.abulhasanalinadwi.org

صلى الله عليه وسلم: اذا دخلتم على المريض فنفسوا له في أجله فان ذلك لا يرد شيئا ويطيب نفسه.(۱)

(حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم مریض کے پاس جاؤ تو اس کی موت کے بارے میں اس کو خوش کرو، ایسا کرنا موت کو تو لوٹائے گا نہیں اور اس کے دل کو خوش کردے گا)

ان دونوں احادیث سے معلوم ہوا کہ مریض کے پاس ایسی بات کرنی چاہیے جس سے اسے خوشی حاصل ہو، ان احادیث سے دو طرح کی باتیں کرنے کا اشارہ ملتا ہے۔

حضرت ابن عباس کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تکلیف و پریشانی میں مبتلاء مریض کا دھیان اس حقیقت کی طرف مبذول کرنا چاہیے کہ یہ درد و تکلیف اور بیماری کی مشقت بہت سے معلوم نا معلوم گناہوں سے مغفرت کا سبب بن رہی ہے، یہ بہت نفسیاتی نکتہ ہے، جس سے بیمار کو بڑی تسلی ہوگی، اور اس کا ذہن اس بات کی طرف متوجہ ہوگا کہ میری یہ تکلیف شدید ہی کیوں نہ ہو رائیگاں نہیں جارہی ہے، بلکہ یہ گناہوں سے معافی اور رفع درجات کا سبب بن رہی ہے۔

دوسری حدیث میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ ہر آدمی کی موت کا وقت مقرر ہے، اس میں ایک لمحہ کی بھی کمی بیشی نہیں ہوسکتی، اور اس مقرر وقت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، یہ کسی کو نہیں معلوم کہ کب اور کہاں سفر آخرت اختیار کرے گا، لہٰذا کوئی شخص خواہ کتنا ہی بیمار ہو، اس بیماری میں اس کی موت یقینی نہیں ہوتی، تجربہ بتلاتا ہے کہ ایسے ایسے امراض سے آدمی شفا پا جاتا ہے جس سے بظاہر جانبر ہونے کی کوئی امید نہیں ہوتی، اس لیے اس حدیث میں ہدایت کی گئی ہے کہ جب مریض کے پاس جائے تو اس کے پاس امید افزا بات کرے کہ ان شاء اللہ تم اچھے ہو جاؤ گے، اس سے زیادہ پیچیدہ امراض سے فلاں فلاں شفا پاگئے،

(۱) سنن الترمذي، أبواب الطب، باب قبيل أبواب الفرائض: ۲/۲۹، و سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عيادة المريض: ۱۰۵

www.abulhasanalinadwi.org

تمہارا مرض تو معمولی ہے، ابھی ان شاء اللہ لمبی عمر پاؤ گے وغیرہ۔

بیمار کے لیے دعا

عن ابن عباس رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ما من عبد يعود مريضا لم يحضر أجله فيقول سبع مرات: "أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ، رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَشْفِيَكَ" الا عوفی.(۱)

(حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان بندہ بھی کسی ایسے مریض کی عیادت کرے جس کی موت کا وقت نہ آگیا ہو اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھے "أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ، رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَشْفِيَكَ" (عرش عظیم کے پروردگار خدائے عظیم سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تمہیں شفاء دے دے) تو اس کو ضرور شفایابی حاصل ہوگی)

اس طرح کی اور بھی دعائیں ذخیرۂ احادیث میں ملتی ہیں، جن کا ذکر ہم "بیمار کی عیادت میں اسوۂ نبوی ﷺ" کے زیر عنوان ان شاء اللہ کریں گے، ان دعاؤں کو یاد رکھنا چاہیے اور علاج معالجہ کے ساتھ ساتھ پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ ان کے پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

بیمار کے ساتھ دیر تک نہ بیٹھے

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنه قال: من السنة تخفيف الجلوس وقلة الصخب في العيادة عند المريض.(۲)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ "سنت میں یہ بھی ہے کہ

---

(۱) سنن الترمذي، أبواب الطب، باب ما جاء في الغسل: ۲۸/۲، و سنن أبي داؤد، كتاب الجنائز، باب الدعاء للمريض عند العيادة: ۴۴۲/۲

(۲) (رواه رزين) مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب عيادة المريض: ۱۳۸/۱

www.abulhasanalinadwi.org

مریض کے پاس بیٹھنے میں تخفیف کرے اور عیادت میں شور وشغب کم کرے"۔

(۲)عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: العيادة فواق ناقة.(۱)

وفي رواية سعيد بن المسيب مرسلا: أفضل العيادة سرعة القيام.(۲)

حضرت انسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عیادت صرف اتنی دیر تک کرنی چاہیے جتنی دیر ایک تھن سے دوسرے تھن کے دوہنے کے درمیان لگتی ہے۔

اور حضرت سعید بن المسیب کی مرسل روایت میں ہے (جس سے اوپر والی حدیث کی وضاحت ہوتی ہے کہ "افضل عیادت وہ ہے جس میں اٹھنے میں جلدی کرے"۔

ان احادیث سے بالکل واضح ہے کہ بیمار کے پاس دیر تک نہ بیٹھنا چاہیے، بس جا کر احوال پوچھے، تسلی کی باتیں کرے، ماثورہ دعائیں پڑھے اور اجازت لے کر رخصت ہو جائے، اس لیے کہ بعض لوگوں سے مریض کا تعلق تکلف کا ہوتا ہے، ان کی موجودگی میں اس کو احتیاط سے رہنا پڑتا ہے اور مرض کے ساتھ اس تکلف میں اسے تکلیف ہوتی ہے۔

البتہ اس سے مریض کے بے تکلف دوست اور خدمت گار وغیرہ مستثنیٰ ہوں گے، یہ لوگ دیر تک ٹھہر سکتے ہیں، اس لیے کہ ان لوگوں کی موجودگی سے مریض کو مزید سکون

---

(۱) قدر فواق الناقة: وهو ما بين الحلبتين من الراحة وتضم فاء ه وتفتح، النهاية لابن الأثير: ۴۷۹/۳

(۲) (البيهقي في شعب الايمان)مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب عيادة المريض: ۱۳۸/۱

www.abulhasanalinadwi.org

اور راحت ملتی ہے۔

بیمار کی عیادت میں اسوۂ نبوی ﷺ

نبی کریم ﷺ بیمار صحابہ کرام کی عیادت فرمایا کرتے تھے، آپ ﷺ نے اس کتابی (یہودی) لڑکے کی بھی عیادت فرمائی جو آپ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، اور اپنے چچا ابو طالب کی بھی عیادت فرمائی جب کہ وہ مشرک تھے، آپ ﷺ نے دونوں کو دعوت اسلام دی، لڑکا تو مشرف بہ اسلام ہو گیا، لیکن آپ ﷺ کے چچا مسلمان نہیں ہوئے۔

آپ ﷺ مریض سے قریب ہو جاتے، اس کے سر کے پاس بیٹھتے، حال پوچھتے اور فرماتے: اپنے کو کیسا محسوس کر رہے ہو۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ مریض سے اس کی خواہش پوچھتے اور فرماتے: کیا کسی چیز کی خواہش ہے؟ اگر کسی چیز کی خواہش کرتا اور آپ ﷺ کو یقین ہوتا کہ اسے نقصان نہیں کرے گی تو آپ ﷺ اس کے لیے اس چیز کے لانے کا حکم فرماتے۔

آپ ﷺ داہنے ہاتھ سے مریض کو سہلاتے اور دعا فرماتے:

"اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ أَذْهِبِ الْبَأْسَ وَاشْفِهِ أَنْتَ الشَّافِيُ لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقْماً" (۱)

(یا اللہ! اے لوگوں کے پالنہار! بیماری دور فرما دے، اور اس کو شفاء عطا فرما دے، آپ ہی شفا دینے والے ہیں، شفایابی آپ کے شفا دینے سے ہی ہو سکتی ہے، ایسی شفا عطا فرما دیجئے جو ذرا بھی بیماری نہ چھوڑے)

نیز فرماتے:

"اِمْسَحِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، بِيَدِكَ الشِّفَاءُ، لَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا أَنْتَ" (۲)

(اے لوگوں کے پالنہار! بیماری دور فرما دیجئے، شفا آپ ہی کے پاس ہے،

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب الطب، باب رقیة النبي صلی اللّٰه علیه وسلم: ۸۵۵/۲

(۲) صحیح البخاری، کتاب الطب، باب رقیة النبي صلی اللّٰه علیه وسلم: ۸۵۵/۲

www.abulhasanalinadwi.org

اس کو کھولنے والے صرف آپ ہیں)

آپ ﷺ مریض کے لیے تین بار دعا کرتے، جیسا کہ آپ ﷺ نے حضرت سعد کے لیے دعا کی تھی:

"اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا، اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا، اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا"(١)

(یا اللہ! سعد کو شفا عطا فرما، یا اللہ! سعد کو شفا عطا فرما، یا اللہ! سعد کو شفا عطا فرما)

آپ ﷺ جب مریض کے پاس داخل ہوتے تو فرماتے:

"لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ"(٢)

(پریشانی کی کوئی بات نہیں ان شاء اللہ بیماری گناہوں سے پاک کردے گی)

اور کبھی فرماتے: "كَفَّارَةٌ وَ طَهُوْرٌ"(٣)

(یہ بیماری گناہوں کا کفارہ اور ان کی پاکی ثابت ہوگی)

اور جس کے کوئی پھنسی، زخم یا کوئی تکلیف ہوتی، تو آپ ﷺ اس کی جھاڑ پھونک کرتے تھے، چنانچہ آپ ﷺ اپنی شہادت کی انگلی زمین پر رکھتے اور فرماتے:

"بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا، بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا، يُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا"(٤)

(بسم اللہ! ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے بعض کے تھوک سے مل کر ہمارے پروردگار کے حکم سے ہمارے بیمار کو شفا دے گی)(٥)

مریض کی عیادت کے لیے کسی خاص دن یا کسی خاص وقت کو مخصوص کرنے کی

(١)صحيح البخاری، كتاب المرضى، باب وضع اليد على المريض: ٢/٨٤٥

(٢)صحيح البخاری، كتاب المرضى، باب ما يقال للمريض: ٢/٨٤٥

(٣)ابن السنی (كماذكره محشي زاد المعاد)

(٤)صحيح البخاری، كتاب الطب، باب رقية النبي صلى الله عليه وسلم: ٢/٨٥٥، و سنن أبي داؤد، كتاب الطب، باب كيفية الرقي: ٢/٥٥٤ واللفظ له

(٥) زاد المعاد: ١/ ٤٩٤-٤٩٥

www.abulhasanalinadwi.org

آپ ﷺ کی عادت نہیں تھی، بلکہ آپ ﷺ نے اپنی امت کے لیے رات و دن اور تمام اوقات میں بیماروں کی عیادت کو مشروع قرار دیا۔

آپ ﷺ آشوب چشم وغیرہ کے مرض میں بھی عیادت فرماتے، کبھی کبھار اپنا دست مبارک مریض کی پیشانی پر رکھتے، پھر اس کے سینے اور پیٹ پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے: "اَللّٰھُمَّ اشْفِہٖ" (یا اللہ! اس کو شفایاب کردے)

آپ ﷺ چہرہ پر بھی ہاتھ پھیرتے تھے۔(۱)

(۱) زاد المعاد: ۱/ ۴۹۷

www.abulhasanalinadwi.org

باب دوم

جانکنی

قریب المرگ مریض کیا کہے؟

۱- عن عائشة رضي الله عنها قالت: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم وهو بالموت، وعنده قدح فيه ماء، وهو يدخل يده في القدح ثم يمسح وجهه ثم يقول: اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَكَرَاتِ الْمَوْتِ.(۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض الموت میں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ میں کچھ پانی تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ پیالہ میں داخل کرتے پھر اپنا چہرہ پوچھتے اور فرماتے: "اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَكَرَاتِ الْمَوْتِ" (یا اللہ! موت کی سختیوں پر میری مدد فرما)

۲- وعنها في حديث طويل قالت: فكانت تلك آخر كلمة تكلم بها "اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى".(۲)

(۱) الترمذی: کتاب الجنائز، باب ما جاء في الشديد عند الموت: ۱۹۲/۱، و سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ما جاء في ذكر مرض رسول الله صلى الله عليه وسلم: ۱۱۸

(۲) البخاری، کتاب الجنائز، باب دعاء النبي ﷺ: أللهم الرفيق الأعلى: ۹۳۹/۲

www.abulhasanalinadwi.org

اور حضرت عائشہ ہی کی ایک طویل روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کا آخری کلام جو آپ ﷺ نے منھ سے نکالا:

"اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی" تھا۔

فائدہ:- اگر جانکنی میں مبتلا مریض کے ہوش وحواس قائم ہیں تو اسے ان دعاؤں کے پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے، اگلے باب میں حضرت معاذ کی حدیث میں کلمہ طیبہ کی فضیلت آئی ہے، لہٰذا کلمہ طیبہ کا ورد بھی رکھنا چاہیے۔

قریب المرگ کے پاس کیا کرے؟

۱-عن أبي سعيد و أبي هريرة رضي الله عنهما قالا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لقنوا موتاكم "لا اله الا الله".(۱)

حضرت ابوسعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اپنے مردوں (قریب المرگ مریضوں) کو کلمہ "لا اله الا الله" کی تلقین کیا کرو۔

۲- عن معقل بن يسار رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اقرؤوا (يسين) على موتاكم.(۲)

حضرت معقل بن یسار فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اپنے مردوں (قریب المرگ مریضوں) پر سورۂ یسین پڑھا کرو۔

۳- عن معاذ بن جبل رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كان آخر كلامه لا اله الا الله دخل الجنة.(۳)

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس کا

---

(۱)صحیح مسلم، کتاب الجنائز، فصل فی تلقین المحتضر: ۱/۳۰۰

(۲)سنن أبي داؤد، كتاب الجنائز، باب القراءة عند الميت: ۲/۴۴۵ و سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ما جاء في ما يقال عند المريض اذا حضر: ۱۰۵

(۳)سنن أبي داؤد، كتاب الجنائز، باب في التلقين: ۲/۴۴۴

www.abulhasanalinadwi.org

آخری کلام "لا الہ الا اللہ" ہو، وہ جنت میں جائے گا۔

٤- عن أم سلمة قالت: دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم على أبى سلمة وقد شق بصره فأغمضه.(١)

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو ان کی نگاہیں پھٹی ہوئی تھیں تو آپ ﷺ نے ان کو بند کر دیا۔

جانکنی کی علامت

ان احادیث میں جانکنی میں مبتلا شخص کے کچھ احکام بتائے گئے ہیں، جانکنی کی علامت فقہاء نے یہ لکھی ہے کہ "مریض کے پیر ڈھیلے پڑ جائیں، کھڑے نہ رہ سکیں، ناک ٹیڑھی ہو جائے اور کنپٹی دھنس جائے"۔ (۲)

یہ علامات ظاہر ہوں تو سمجھ لینا چاہیے کہ مریض کی موت کا وقت قریب ہے، لہذا متعلقین مندرجہ ذیل امور کا اہتمام کریں:

جانکنی میں مبتلا شخص کو کس طرح لٹائے

۱- مریض کو داہنی کروٹ پر قبلہ رو کر کے لٹا دے (۳) اور اگر اس ہیئت پر مریض کو تکلیف ہو رہی ہو تو اس کو چت لٹا دیا جائے، پیر قبلہ کی طرف کر دیئے جائیں اور سر کے نیچے تکیہ رکھ دیا جائے، اس طرح بھی چہرہ قبلہ کی طرف ہو جائے گا (۴) اور اگر اس طرح کرنے سے بھی تکلیف ہو رہی ہو تو مریض کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے، (۵) اس لیے کہ یہ عمل صرف مستحب اور افضل ہے، (۷) کوئی فرض یا واجب نہیں ہے کہ اس پر ضرور ہی عمل کیا جائے۔

---

(١) مسلم، كتاب الجنائز: ١/ ٣٠٠ (٢) الدر المختار: ١/٦٢٧، فتاوى هنديه: ١ / ١٥٧

(٣) فتاوى هنديه: ١/ ١٥٧، بدائع الصنائع: ٢/ ٤٢ (٤) الدر المختار: ١/ ٦٢٧

(٥) الدر المختار: ١/ ٦٢٧، فتاوى هنديه: ١/ ١٥٧ (٦) بدائع الصنائع: ٢/ ٢٢

(٧) فتاوى هنديه: ١ / ١٥٧، الدر المختار: ١/ ٦٢٨

www.abulhasanalinadwi.org

تلقین اور اس کا طریقہ

۲-پھر کلمہ شہادت کی تلقین کی جائے، (جس کا حکم حدیث بالا میں دیا گیا ہے) اور تلقین کا طریقہ یہ ہے کہ مریض کے پاس بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھا جائے، ان شاء اللہ مریض کلمہ سن کر خود پڑھنے کی طرف متوجہ ہوگا، تلقین کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ اسے کلمہ شہادت پڑھنے کا حکم دیا جائے، اس لیے کہ یہ مرحلہ بڑا سخت ہوتا ہے، حکم دینے سے خطرہ یہ ہے کہ اکتا کر کوئی بے تکی بات منہ سے نہ نکال بیٹھے۔ (۱)

پھر جب وہ ایک بار کلمہ شہادت پڑھ لے تو اب تلقین کرنے والا خاموش ہو جائے گا، اس لیے کہ اس کا مقصد حدیث پر عمل ہے، اور وہ حاصل ہو چکا، البتہ اگر بعد میں کوئی دوسری بات چیت کر لی ہو تو دوبارہ تلقین کرنی چاہیے۔ (۲)

۳-اس وقت کوئی ایسی بات نہ کرنا چاہیے کہ اس کا دل دنیا کی طرف مائل ہو جائے، کیونکہ یہ وقت دنیا سے جدائی اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں حاضری کا ہوتا ہے، ایسے کام کرنے چاہیے، ایسی باتیں کرنی چاہیے کہ اس کا دل دنیا سے پھر کر اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہو جائے کہ مردہ کی خیر خواہی اسی میں ہے، ایسے وقت میں بال بچوں کو سامنے لانا یا اور کوئی جس سے اس کو زیادہ محبت تھی اسے سامنے لانا، ایسی باتیں کرنا کہ دل اس کا ان کی طرف مائل ہو جائے، اور ان کی محبت دل میں سما جائے، بری بات ہے کہ دنیا کی محبت لیے رخصت ہو۔ (۳)

۴-اگر میت کے منہ سے کوئی کفریہ یا نامناسب بات نکل جائے، تو اس کو اس بات پر محمول کرنا چاہیے کہ اس حالت میں عقل زائل ہو جانے کی وجہ سے ایسا ہوا ہے، اس کے حق میں دعائے مغفرت کرنا چاہیے اور اس بات کی تشہیر سے احتراز کرنا چاہیے۔ (۴)

۵-حدیث بالا میں سورۂ یسین پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، اس کا بھی اہتمام کرنا چاہیے، اس لیے کہ اس کے پڑھنے سے موت کی سختی کم ہو جاتی ہے۔ (۵)

---

(۱) فتاویٰ ہندیہ: ۱/ ۱۵۷، الدر المختار: ۱/ ۶۲۸ (۲) فتاویٰ ہندیہ: ۱/ ۱۵۷، الدر المختار: ۱/ ۶۲۸

(۳) بہشتی زیور: ۲/ ۱۱۷، احکام میت: ۲۵ (۴) الدر المختار: ۱/ ۶۲۹ (۵) احکام میت: ۲۵

www.abulhasanalinadwi.org

موت واقع ہو جانے کے بعد کیا کرے؟

۶- پھر جب موت واقع ہو جائے تو میت کی آنکھ بند کر دینی چاہیے اور کپڑے کی ایک چوڑی پٹی لے کر میت کی ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر سر پر گرہ لگا دینی چاہیے، بہتر یہ ہے کہ یہ کام وہ شخص کرے جو اس پر سب سے زیادہ مہربانی اور محبت کا تعلق رکھتا ہو، اور جتنی نرمی سے ممکن ہو یہ کام انجام دے، آنکھ بند کرتے وقت یہ دعا پڑھے:

"بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ، وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهٗ، وَاَسْعِدْهُ بِلِقَاءِكَ، وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَيْهِ خَيْرًا مِمَّا خَرَجَ عَنْهُ"(۱)

(اللہ کے نام سے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت پر، یا اللہ! اس پر اس کا معاملہ آسان فرما دے، اور بعد کا معاملہ سہل کر دے اور اسے اپنی زیارت سے مشرف فرما اور جس طرف نکل کر گیا ہے اسے اس چیز سے بہتر بنا دے جس سے وہ نکل کر گیا ہے)

۷- پھر اس کے ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیئے جائیں، (اور پیروں کے انگوٹھے ملا کر کپڑے کی کترن وغیرہ سے باندھ دیں)(۲) پھر اسے ایک چادر اڑھا کر چارپائی یا تخت پر رکھیں، زمین پر نہ چھوڑیں، تا کہ زمین کی تراوٹ سے اس میں بدبو نہ پیدا ہو، اور اس کے پیٹ پر لوہا یا کوئی بھاری چیز رکھ دیں تا کہ پیٹ نہ پھولنے پائے، اس کے پاس سے جنبی اور حیض یا نفاس والی عورت کو ہٹا دیں، اور کوئی خوشبو (اگربتی یا لوبان) اس کے پاس سلگا دیں۔(۳)

موت واقع ہونے کے بعد متعلقین کیا کریں؟

۱- عن أم سلمة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله

(۱) الدر المختار: ۱/۶۳۰، احکام میت: ۲۶ (۲) احکام میت: ۲۶ (۳) الدر المختار: ۱/۶۳۰

www.abulhasanalinadwi.org

عليه وسلم: ما من مسلم تصيبه مصيبة فيقول ما أمر الله به: "انا لله وانا اليه راجعون" أللهم أجرني في مصيبتي واخلف لي خيرا منها، فلما مات أبو سلمة، قلت: أي المسلمين خير من أبي سلمة، أول بيت هاجر الى رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثم اني قلتها، فأخلف لي رسول الله صلى الله عليه وسلم.(۱)

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ جس مسلمان کو بھی کوئی مصیبت پیش آئے اور وہ وہی کہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے: "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْراً مِنْھَا" (ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں اجر عطا فرما، اور اس کا نعم البدل عطا فرما) تو اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل ضرور دیتا ہے، چنانچہ جب ابوسلمہ کا (حضرت ام سلمہ کے پہلے شوہر) انتقال ہوا، تو میں نے کہا: مسلمانوں میں ابوسلمہ سے بہتر کون ہے (کہ مجھے نعم البدل مل سکے) وہ اس پہلے گھرانے والے تھے، جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی پھر (بھی) میں نے یہ دعا پڑھ لی، پھر مجھے اللہ نے ان کا بدل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں دیا۔

۲- عن عائشة رضي الله عنها قالت: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قبّل عثمان بن مظعون وهو ميت وهو يبكي. أو قال عيناه تذرفان.(۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا ان کی موت کے بعد بوسہ لیا، بحالانکہ

---

(۱) صحيح مسلم، كتاب الجنائز: ۱/ ۳۰۰

(۲) سنن الترمذي: كتاب الجنائز، باب ما جاء في تقبيل الميت: ۱/ ۱۹۳، و سنن أبي داؤد، كتاب الجنائز، باب في تقبيل الميت: ۲/ ٤٥۱، و سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ماجاء في تقبيل الميت: ۱۰٦

www.abulhasanalinadwi.org

آپ ﷺ رو رہے تھے، (یا راوی نے کہا کہ) آپ ﷺ کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔

۳- وعنها قالت: أن أبا بكر قبل النبي صلى الله عليه وسلم وهو ميت. (۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر نے آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ (کی پیشانی) کا بوسہ لیا۔

٤- عن ابن عباس رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر بقبر دفن ليلاً، فقال: متى دفن هذا؟ قالوا: البارحة، قال: أفلا آذنتموني. (الحديث) (۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے جس میں رات میں تدفین ہوئی تھی، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ان کو کب دفن کیا گیا، لوگوں نے عرض کیا: گزشتہ رات کو، آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں نے مجھے اطلاع کیوں نہ کی؟

۱- پہلی حدیث میں میت کے عزیز واقارب کے لیے ایک دعا بتائی گئی ہے، انہیں اس دعا کے معانی پر استحضار کے ساتھ اس کا اہتمام کرنا چاہیے، اس لیے کہ یہ محض ایک دعا نہیں ہے، بلکہ معانی پر غور کیا جائے تو صاف پتہ چلتا ہے کہ اس میں عزیز واقارب کے لیے تسلی کا کافی سامان بھی ہے، لہٰذا جیسے ہی موت کا پتہ چلے فوراً اس دعا کو پڑھے۔

۲- دوسری اور تیسری حدیث سے معلوم ہوا کہ میت سے عقیدت یا محبت کی وجہ سے اس کا بوسہ لینا جائز ہے۔

۳- چوتھی حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کے عزیز واقارب، دوست واحباب اور تعلق رکھنے والوں کو اس کی موت کی اطلاع دینی چاہیے، تاکہ وہ اس کی نماز جنازہ میں شرکت کریں، اور اس کے لیے دعائے مغفرت کا اہتمام کریں۔ (۳)

---

(۱) و (۲) سنن الترمذي وسنن ابن ماجة مصدر سابق (۳) ہندیہ: ۱/ ۱۵۷، بدائع: ۲/ ۲۲

www.abulhasanalinadwi.org

میت پر آہ و بکاء کا حکم

۱ - عن أنس رضي الله عنه قال: دخلنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم على أبي سيف القين، وكان ظئرا لابراهيم، فأخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم ابراهيم فقبله وشمه، ثم دخلنا عليه بعد ذلك و ابراهيم يجود بنفسه فجعلت عينا رسول الله صلى الله عليه وسلم تذرفان، فقال له عبد الرحمن بن عوف: وأنت يا رسول الله (صلى الله عليه وسلم) فقال: يا ابن عوف! انها رحمة، ثم اتبعها بأخرى، فقال: ان العين تدمع، والقلب يحزن ولا نقول الا ما يرضى ربنا، وانا بفراقك يا ابراهيم لمحزونون.(۱)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوہاری کا کام کرنے والے حضرت ابوسیف کے پاس گئے وہ (یعنی ان کی بیوی) (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ) حضرت ابراہیم کی دودھ پلائی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم کو اٹھایا، بوسہ لیا اور سونگھا، پھر ہم ان کے پاس دوبارہ اس وقت پہنچے جب حضرت ابراہیم اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کررہے تھے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے عرض کیا: اللہ کے رسول؟؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ابن عوف! یہ رحم کا جذبہ ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ آب دیدہ ہوگئے اور فرمایا: آنکھ آنسو بہارہی ہے، دل غمزدہ ہے، لیکن ہم وہی بات زبان سے نکال رہے ہیں جو ہمارے رب کو راضی کرے، ابراہیم! میں تمہاری جدائی سے رنجیدہ ہوں۔

(۱) صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم "انا بك لمحزون" ۱/۱۷٤، و صحیح مسلم، فی الفضائل، باب رحمته صلى الله عليه وسلم الصبيان: ۲/۲٥٤

www.abulhasanalinadwi.org

۲- عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ليس منا من ضرب الخدود وشق الجيوب، ودعا بدعوى الجاهلية.(۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (کسی عزیز کی موت ہوجانے پر) جو گالوں پر طمانچے لگائے، گریبان پھاڑ ڈالے اور جاہلیت کے دعوے (نوحہ، بین وغیرہ) کرے، وہ ہم میں سے نہیں۔

۳- عن أبي بردة رضي الله عنه قال: أغمي على أبي موسى، وأقبلت امرأته أم عبد الله تصيح برنة ثم أفاق فقال: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أنا بريئ ممن حلق وصلق وخرق.(۲)

حضرت ابو بردہؓ کہتے ہیں کہ (صحابی رسول) حضرت ابو موسیٰؓ بے ہوش ہوگئے اور ان کی اہلیہ ام عبداللہ لے سے رونے لگیں، پھر ان کو افاقہ ہوا تو اہلیہ کو حدیث سناتے ہوئے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (کسی کے مرجانے یا کسی اور غم کی وجہ سے) "جو سر منڈائے، چیخ کر روئے اور کپڑے پھاڑے، میں اس سے بری ہوں"۔

٤- عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: ماتت زينب بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فبكت النساء، فجعل عمر يضربهن بسوطه فأخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده وقال: مهلا يا عمر! ثم قال: اياكن ونعيق الشيطان، ثم قال: انه

(۱)صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب ليس منا من ضرب الخدود: ۱/۱۷۳، صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب تحريم ضرب الخدود: ۱/۷۰

(۲)صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب تحريم ضرب الخدود: ۱/۷۰، صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب ما ينهى من الحلق عند المصيبة: ۱/۱۷۳

www.abulhasanalinadwi.org

مهما كان من العين و من القلب فمن الله عزوجل و من الرحمة، وما كان من اليد و من اللسان فمن الشيطان.(۱)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب کا انتقال ہوگیا، اور عورتیں رو پڑیں، حضرت عمرؓ ان کو کوڑے سے مارنے لگے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا، اور فرمایا: عمر رک جاؤ، پھر (عورتوں کو مخاطب کرکے) فرمایا: شیطانی نوحے سے دور رہو، پھر فرمایا: (غم کا اظہار) آنکھ اور دل سے ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور رحم کے جذبہ سے ہوتا ہے اور جو ہاتھ اور زبان سے ہو وہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔

ان احادیث میں نبی کریم ﷺ (فداه أبي و أمي) نے اظہار غم کے حدود واضح انداز میں ظاہر فرمادیئے ہیں، صاف صاف بتادیا کہ غم ہونا، غم کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو بہنا، اور سسکیاں نکل جانا فطری چیزیں ہیں، اس میں نہ صرف یہ کہ کوئی مؤاخذہ نہیں ہے، بلکہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رحم وشفقت کا جذبہ نہ ہونا فطرت سلیمہ سے انحراف اور اس کی کمی کا نتیجہ سمجھا جائے گا، لہٰذا غم کو بالکل ہی پی جانا، یا ان مواقع پر خوشی ظاہر کرنے کی کوشش کرنا، طبی طور پر بھی نقصان دہ ہے، شرعی طور پر بھی مطلوب نہیں ہے اور ایک طرح سے یہ فطرت سلیمہ سے بغاوت ہے۔

ساتھ ہی آپ ﷺ نے جاہلوں کی طرح چیخ چیخ کر رونے، میت کے محاسن بیان کرکے بین کرنے، اظہار غم کے لیے کپڑے پھاڑنے، مونچھ داڑھی یا سر مونڈ لینے اور طمانچے لگانے پر پابندی بھی لگادی، اور اس کو شیطانی فعل قرار دیا، بعض احادیث میں اس بات سے بھی منع کیا کہ کوئی نامناسب بات (مثلاً: میں جیوں گا کیسے؟ یا مثلاً: اللہ مجھے موت دے دے وغیرہ) بھی اس موقع پر نہ کہنا چاہیے، اس لیے کہ اس وقت فرشتے جمع ہرتے ہیں، اور ہر دعا یا بددعا پر آمین کہتے ہیں، لہٰذا اس وقت میت کے لیے (اور

(۱)مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز: ۱/۱۲۵، مسند أحمد: ۱/۲۳۷-۲۳۸، و ۳۳۵

www.abulhasanalinadwi.org

اپنے لیے بھی) دعائے مغفرت کا اہتمام کرے، اور زبان سے سوائے کلمات خیر کے کچھ نہ نکالے۔ (۱)

میت کے گھر والوں کو کھانا بھیجنا

عن عبد الله بن جعفر رضي الله عنهما قال: لما جاء نعي جعفر، قال النبي صلى الله عليه وسلم: اصنعوا لآل جعفر طعاما، فقد أتاهم ما يشغلهم.(۲)

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت جعفرؓ طیار کی شہادت کی اطلاع آئی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو، کیونکہ ان کے پاس ایسی خبر آئی ہے جو انہیں کھانا تیار کرنے کے لائق نہ رکھے گی۔

اس حدیث کی بنیاد پر فقہاء نے لکھا ہے کہ اہل میت کے پڑوسیوں اور دور کے رشتہ داروں کے لیے اہل میت کے لیے اتنا کھانا بھیجنا جو ان کے لیے ایک دن اور ایک رات تک کافی ہو مستحب ہے، نیز ان کو چاہیے کہ اصرار کرکے انہیں کھانا کھلائیں، اس لیے کہ غم کی شدت کی وجہ سے وہ کھا نہیں پائیں گے اور کمزوری پیدا ہو جائے گی۔ (۳)

موت پر صبر اور اس کا اجر وثواب

۱- عن أنس رضي الله عنه قال: مر النبي صلى الله عليه وسلم بامرأة، وهي تبكي عند قبر، فقال: اتقي الله واصبري، فقالت: اليك عني، فانك خلو من مصيبتي، قال: فجاوزها ومضى، فمر بها رجل

(۱) صحيح مسلم، كتاب الجنائز: ۱/۳۰۰، عن أم سلمة رضي الله عنها

(۲) سنن الترمذي، كتاب الجنائز، باب ما جاء في الطعام يصنع لأهل الميت: ۱/۱۹۵، سنن أبي داؤد، باب صنعة الطعام لأهل الميت: ۲/٤٤٧، وسنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ما جاء في الطعام يبعث الى أهل الميت: ۱۱٦ (۳) ردالمحتار: ۱/۶۶۴

www.abulhasanalinadwi.org

فقال: ما قال لك رسول الله صلى الله عليه وسلم، قالت ما عرفته، قال: انه لرسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: فجاء ت الى بابه، فلم تجد عليه بوابا، فقالت: يا رسول الله! والله ما عرفتك، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: ان الصبر عند أول صدمة.(۱)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گذرے جو ایک قبر کے پاس رو رہی تھی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے ڈر اور صبر اختیار کر، اس عورت نے کہا: مجھ سے پرے ہٹ جائیں، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) میری مصیبت سے خالی ہیں، راوی کہتے ہیں: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم عورت کے پاس سے گذر کر چلے گئے، پھر اس عورت کے پاس سے ایک شخص گذرے اور پوچھا کہ تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ کہنے لگی: میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان نہ پائی، اس نے کہا: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، فرماتے ہیں: پھر وہ عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آئی اور وہاں کوئی دربان نہ پایا، اس نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بخدا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان نہ پائی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اصل صبر تو پہلے صدمہ (یعنی صدمہ پیش آنے کے پہلے مرحلہ) میں ہوتا ہے۔

۲- وعن أبي أمامة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: يقول الله تبارك و تعالى: ابن آدم ان صبرت واحتسبت عند الصدمة الأولى لم أرض لك ثوابا دون الجنة.(۲)

حضرت ابوامامہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”اے ابن آدم! اگر تو نے پہلے صدمہ میں صبر کیا

---

(۱) صحيح مسلم، كتاب الجنائز، صحيح البخاري، كتاب الأحكام، باب ما ذكر أن النبي صلى الله عليه وسلم لم يكن له بواب: ۱۵۹/۲

(۲) سنن ابن ماجة، باب ماجاء في الصبر على المصيبة: ۱۱۵-۱۱۶

www.abulhasanalinadwi.org

اور ثواب کی امید رکھی تو میں تیرے لیے جنت سے کم کسی ثواب پر راضی نہ ہوں گا"۔

۳- عن معاذ بن جبل رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من مسلمين يتوفى لهم ثلاثة الا أدخلهما الله الجنة بفضل رحمته اياهما، فقالوا: يا رسول الله! أو اثنان؟ قال: أو اثنان، قالوا: أو واحد؟ قال: أو واحد، ثم قال: والذي نفسي بيده! ان السقط ليجر أمه بسرره الى الجنة اذا احتسبته.(۱)

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں میں سے جس کے بھی تین (بچوں) کا انتقال ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ والدین کو اپنے فضل و رحمت سے جنت میں داخل کر دے گا، لوگوں نے عرض کیا: اور دو وفات پائیں تب بھی یا رسول اللہ ﷺ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دو میں بھی، صحابہ نے عرض کیا: ایک ہو تب بھی؟ فرمایا: ایک پر بھی، پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، ساقط ہونے والا بچہ نا تمام اپنی نال کے ذریعہ ماں کو جنت میں کھینچ لے جائے گا، بشرطیکہ اس نے ثواب رکھی امید کی ہو۔

احادیث بالا اپنے مطلب میں بالکل واضح ہیں، لہٰذا جس کے عزیز و اقارب یا بچوں میں سے کسی کا انتقال ہو جائے اس کو اس بات کا استحضار کرنا چاہیے کہ اب ہم بے صبری کی چاہے جس حد تک پہنچ جائیں، مرنے والا واپس نہیں آسکتا، لہٰذا عقل کا تقاضا یہ ہے کہ صبر کا دامن نہ چھوڑے، غم بس اتنا منائے کہ جتنے کی اجازت شریعت نے دی ہے اور ان احادیث میں بتائے گئے اجر و ثواب کی امید رکھے تو ان شاء اللہ صبر کی توفیق ہوگی، دل کو سکون بھی نصیب ہوگا، اور آخرت میں ان احادیث میں ذکر کئے گئے اجر و ثواب کا بھی مشاہدہ ہوگا، اللہ ہمیں اس کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

(۱) مسند أحمد: ۲۴۱/۵

www.abulhasanalinadwi.org

باب سوم

میت کو غسل دلانا

١- عن أم عطية رضي الله عنها قالت: دخل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن نغسل ابنته، فقال: اغسلنها ثلاثا أو خمسا أو أكثر من ذلك، ان رأيتن ذلك، بماء و سدر، واجعلن في الآخرة كافورا أو شيئا من كافور، فاذا فرغتن فآذنني، فلما فرغنا آذناه، فألقى الينا حقوه، فقال: اشعرنها اياه.

وفي رواية: "اغسلنها وترا، ثلاثا، أو خمسا أو سبعا، وابدأ بميامنها، ومواضع الوضوء منه.(١)

حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جب کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی (حضرت زینب) کو غسل دلارہے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کو تین یا پانچ یا ضرورت سمجھو تو اس سے زیادہ بار پانی اور بیری کی پتی سے غسل دلاؤ، اور آخری بار کافور (یا فرمایا: کچھ کافور) ڈال دو اور جب فارغ ہو جاؤ تو ہمیں مطلع کرو، چنانچہ جب ہم کو فراغت

(١)صحيح البخارى، كتاب الجنائز، باب يجعل الكافور في الآخرة: ١٦٨/١، و باب يبدأ بميامن الميت: ١٦٧/١، وصحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب في غسل الميت وترا: ٣٠٤/١

www.abulhasanalinadwi.org

ہوئی تو ہم نے آپ ﷺ کو اطلاع دی، آپ (ﷺ) نے ہمیں اپنی لنگی دی اور فرمایا: اس کو جسم سے متصل کر کے پہنا دو۔

دوسری روایت میں ہے کہ ''انہیں طاق عدد تین، پانچ یا سات مرتبہ غسل دلاؤ، اور ابتداء ان کی داہنی طرف نیز وضو کے اعضاء سے کرو۔

۲- عن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اذا أجمرتم الميت فأجمروه ثلاثا.(۱)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میت کو دھونی دیا کرو تو تین مرتبہ دیا کرو۔

فقہی احکام

ان احادیث میں نبی کریم ﷺ نے میت کو غسل دلانے کے احکام بیان کئے ہیں، فقہاء نے ان احادیث نیز دوسری احادیث سے میت کو غسل دلانے کی فروعات اور جزئیات لکھی ہیں، ان کو ہم نمبروار لکھ رہے ہیں، ان کو ذہن میں رکھنا چاہیے، اور غسل انہیں ہدایات کے مطابق دلانا چاہیے:

۱- میت کو غسل دلانا زندوں پر واجب کفایہ ہے، یعنی بعض ادا کریں تو بقیہ سے وجوب ساقط ہو جائے گا۔ (۲)

۲- جس تخت یا تختہ پر میت کو نہلانا ہو سب سے پہلے اس کو طاق عدد (تین، پانچ یا سات بار) لوبان کی دھونی دی جائے، (۳) پھر اس پر میت کو اس طرح لٹا دیا جائے کہ قبلہ اس کے داہنی طرف ہو، لیکن اگر کوئی دشواری ہو تو جس طرح چاہے لٹا سکتا ہے۔ (۴)

---

(۱) مسند أحمد: ۳/۳۳۱ و ذكر في فتح القدير لابن الهمام أن ابن حبان أخرجه أيضا في صحيحه: ۲/۷۲ (۲) ہندیہ: ۱/۱۵۸

(۳) ہندیہ: ۱/۱۵۸، درمختار: ۱/۶۳۱، ہدایہ مع فتح القدیر: ۲/۷۲ (۴) ہندیہ: ۱/۱۵۸

www.abulhasanalinadwi.org

پھر میت کو کوئی چادر وغیرہ اڑھا کر اس کے کپڑے اتار لیے جائیں اور ناف سے لے کر پنڈلی تک کوئی موٹا کپڑا (لنگی وغیرہ) پہنا دیا جائے۔ (۱)

پھر غسل دینے والا اپنے ہاتھ میں دستانہ پہن لے یا کوئی کپڑا لپیٹ لے اور اس کو استنجاء کرائے، یعنی میت کی شرمگاہوں کو دھوئے، (۲) یہ واضح رہے کہ زندہ شخص ہی کی طرح میت کی شرمگاہ کا دیکھنا یا چھونا ممنوع ہے، (۳) لہٰذا غسل دلانے اور استنجاء کرانے میں اس کا خیال رکھنا چاہیے۔

۳- اس کے بعد میت کو وضو کرایا جائے اور اس کے وضو کی ترکیب یہ ہوگی کہ پہلے تین بار چہرہ دھلایا جائے، پھر انگلی میں کوئی باریک کپڑا لپیٹ کر یا روئی تر کر کے تین بار ہونٹ، داڑھ، مسوڑھے وغیرہ کو صاف کیا جائے، پھر اسی طرح ناک بھی صاف کر دے، موت جب حالت جنابت یا حالت حیض ونفاس میں ہوئی ہو تو اس کا (ناک اور منہ کے اندرون کی صفائی) کا خاص اہتمام کرے اس کے بعد بقیہ وضوء نماز کے وضوء کی طرح کرا دے۔ (۴)

۴- پھر سر اور داڑھی کے بالوں کو خطمی (گل خیرو) یا صابون وغیرہ کسی ایسی چیز سے صاف کر دے جس سے صفائی اچھی طرح ہو جاتی ہے، اور اگر بال نہیں ہیں تو صابون وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (۵)

۵- پھر میت کو بائیں کروٹ پر لٹا دے (اور چاہے تو ناک اور منہ میں روئی بھر دے تا کہ وہاں پانی نہ جائے) (۶) اور بیری کے پتے ڈال کر پکا ہوا نیم گرم پانی (جو زیادہ گرم نہ ہو) تین مرتبہ میت کے سر سے پاؤں تک ڈالا جائے، (اور اگر ضرورت ہو تو

---

(۱) ہندیہ: ۱/۱۵۸، شامی: ۱/۶۳۱،...... صاحب درمختار نے لکھا ہے کہ انتقال کے فوراً بعد طاق عدد میں دھونی دی ہوئی چارپائی یا تخت پر لٹا دینا چاہیے، اور فوراً ہی اس کے کپڑے نکال کر چادر اڑھا دینی چاہیے، علامہ شامی نے اسی کو راجح کو قرار دیا ہے۔ (۲) ہندیہ: ۱/۱۵۸

(۳) شامی: ۱/۶۳۱-۶۳۲ (۴) الدر المختار: ۱/۶۳۲

(۵) ایضاً، وہندیہ: ۱/۱۵۸ (۶) ہندیہ: ۱/۱۵۸، شامی: ۱/۶۳۳

www.abulhasanalinadwi.org

طاق عدد میں اس پر اضافہ بھی کر سکتے ہیں) یہاں تک کہ پانی میت کی بائیں کروٹ کے نیچے تک پہنچ جائے، پھر میت کو داہنی کروٹ پر لٹا دیا جائے اور مندرجہ بالا طریقہ اور تعداد کے مطابق سر سے پیر تک پانی ڈالا جائے پھر غسل دلانے والا میت کو اپنی ٹیک لگا کر بٹھا دے اور پیٹ پر آہستہ آہستہ ہاتھ کا دباؤ ڈالے اور ملے، اور اگر کوئی نجاست نکلے تو اس کو دھو ڈالے، وضوء یا غسل کے اعادہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے، پھر سے بائیں کروٹ پر لٹا دے، اور حدیث بالا کے حکم کے مطابق سر سے پیر تک کافور ملا ہوا پانی تین مرتبہ ڈال دے، اور پھر سارا بدن کسی کپڑے سے پونچھ کر کفن پہنائے۔ (۱)

اوپر جو تعداد اور ترتیب بیان کی گئی ہے وہ مسنون ہے، ورنہ اگر اس ترتیب کا خیال نہ رکھے یا صرف ایک دفعہ غسل دلائے، تب بھی وجوب ادا ہو جائے گا اور پہلے بائیں کروٹ پر لٹانے کا حکم اس لیے بیان کیا گیا ہے تا کہ داہنے حصہ کا غسل پہلے ہو، اس لیے کہ حدیث میں داہنی طرف سے ابتداء کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اور اگر کہیں بیری کے پتے یا اشنان نہ ملے تو نیم گرم خالص پانی بھی کفایت کرے گا۔ (۲)

۶- میت کے بالوں میں کنگھی کرنا یا کہیں کے بھی بال یا ناخن کاٹنا منع ہے، سب چیزوں کو ان کے حال پر چھوڑ دینا چاہیے، البتہ ٹوٹے ہوئے ناخن کو الگ کر سکتا ہے۔ (۳)

غسل کون دلائے گا؟

۱- مستحب یہ ہے کہ میت کا قریبی رشتہ دار اس کو غسل دلائے (میت مرد ہو تو مرد رشتہ دار، اور عورت ہو تو رشتہ دار عورتوں میں سے کوئی) اور اگر رشتہ داروں میں کوئی غسل کے مسائل سے واقف نہ ہو تو کوئی بھی دین دار قابل بھروسہ شخص غسل دلائے۔ (۴)

---

(۱) الدر المختار ورد المختار: ۱/ ۶۳۲-۶۳۳ (۲) ہندیہ: ۱/ ۱۵۸، شامی: ۱/ ۶۳۲

(۳) ہندیہ: ۱/ ۱۵۸، الدر المختار: ۱/ ۶۳۳ (۴) الدر المختار: ۱/ ۶۳۶، ہندیہ: ۱/ ۱۵۹

www.abulhasanalinadwi.org

۲-اگر شوہر کا انتقال ہوا ہو تو مردوں کی عدم موجودگی میں اس کی بیوی اس کو غسل دلا سکتی ہے، لیکن بیوی کا انتقال ہوا ہو تو شوہر کے لیے اس کا غسل دلانا صحیح نہیں ہے۔ (۱)

۳-اگر مرد کا انتقال ہوا اور کوئی مرد نہلانے والا نہیں ہے، صرف عورتیں ہیں تو اگر اس کی محرم عورتیں نہ ہوں تو وہ اسے کسی کپڑے سے تیمم کرادیں، محرم عورتیں ہوں تو وہ کپڑے کے بغیر تیمم کرائیں گی۔

اسی طرح عورت کو نہلانے کے لیے عورتیں نہ ہوں تو محرم مرد بغیر کپڑے کے تیمم کرا سکتا ہے، غیر محرم کپڑے سے تیمم کرائے۔ (۲)

۴- بالکل چھوٹی بچی کو مرد اور بالکل چھوٹے بچہ کو عورت بھی غسل دلا سکتی ہے۔ (۳)

۵-مستحب یہ ہے کہ غسل دلانے والا طہارت سے ہو، اگر وہ جنبی، حائض یا نفساء ہو تو غسل دلانا مکروہ تحریمی ہوگا، البتہ صرف وضوء نہ ہو تو اچھا یہ بھی نہیں ہے، لیکن مکروہ نہ ہوگا۔ (۴)

۶-خنثی مشکل کے لیے مرد یا عورت کا غسل دلانا درست نہیں، اور خود خنثی کو بھی کوئی غسل نہ دلائے، کسی کپڑے سے تیمم کرادیا جائے۔ (۵)

---

(۱) ہندیہ:۱/ ۱۶۰، الدر المختار:۱/ ۶۳۳-۶۳۴

(۲) الدر المختار:۱/ ۶۳۵، ہندیہ:۱/ ۱۶۰ (۳) ایضاً (۴) ہندیہ:۱/ ۱۵۹ (۵) ہندیہ:۱/ ۱۶۰

www.abulhasanalinadwi.org

غسل دلانے کے متفرق مسائل

۱- جب میت کا صرف کچھ جسم ملے

اگر کسی میت کا سر سمیت نصف جسم پایا جائے یا بغیر سر کے نصف سے زیادہ پایا جائے تو اس کو غسل دلایا جائے گا اور نماز بھی پڑھی جائے گی، ورنہ نہیں۔ (۱)

۲- جب میت کا مسلمان ہونا مشکوک ہو

اگر کوئی میت پائی جائے اور پتہ نہ چلتا ہو کہ یہ مسلمان ہے یا کافر؟ تو اگر کوئی علامت موجود ہے تو اس کا اعتبار کیا جائے گا ورنہ اگر دار الاسلام میں ملے تو تب تو مسلمان مان کر غسل دلایا جائے گا اور نماز پڑھی جائے گی ورنہ نہیں۔ (۲)

۳- جب میت پانی میں ملے

اگر میت پانی میں ملے تب بھی اس کا غسل دلانا واجب ہوگا۔ (۳)

۴- جب مسلمان اور غیر مسلم مردے مل جائیں

مسلمان اور کافر مردے مل جائیں اور کسی علامت سے تمیز ممکن نہ ہو تو غسل تو سب کو دلایا جائے گا، لیکن نماز جنازہ میں کچھ تفصیل اور اختلاف ہے، راجح یہ ہے کہ سب کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ (۴)

۵- جب پانی دستیاب نہ ہو

اگر غسل دلانے کے لیے پانی دستیاب نہ ہو تو تیمم کرادیا جائے، پھر پانی مل جائے

---

(۱) الدر المختار: ۱/۶۳۴ (۲) الدر المختار: ۱/۶۳۵

(۳) الدر المختار: ۱/۶۳۴ (۴) رد المحتار: ۱/۶۳۵

www.abulhasanalinadwi.org

تو دوبارہ غسل دلا دیا جائے۔[1]

۶-جب میت کی کچھ خوبی یا عیب نظر آئے

اگر میت کی کوئی خوبی، چہرہ کی شادابی وغیرہ نظر آئے تو اس کا تذکرہ کرنا اچھا ہے لیکن کوئی عیب نظر آئے تو اس سے چشم پوشی کرے اور کسی سے تذکرہ نہ کرے، اس لیے کہ حدیث میں آیا ہے:

"عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اذكروا محاسن موتاكم، وكفوا عن مساويهم". (۲)

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: اپنے مردوں کی خوبیاں بیان کیا کرو، اور ان کے عیوب سے چشم پوشی کیا کرو۔

البتہ اگر میت زندگی میں کسی کھلی گمراہی یا بے راہ روی کا شکار رہا ہو تو دوسروں کی عبرت کی غرض سے اس کا عیب بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔[3]

۷-میت کو غسل دلانے کے بعد خود بھی غسل کر لینا مستحب ہے۔[4]

۸-اگر کوئی بغیر اجرت کے غسل دینے والا نہ ملے تو اجر دے کر بھی غسل دلایا جاسکتا ہے، لیکن غسل دینے والے کے لیے اجرت لینا اچھا نہیں ہے۔[5]

۹-میت کا لعاب نجس ہوتا ہے، اس لیے اگر کہیں لگ جائے تو اس کو دھو لینا چاہیے۔[6]

---

(۱) ہندیہ:۱/۱۶۰

(۲) أبو داؤد، كتاب الأدب، باب في النهي عن سب الموتى: ۲/۶۷۱

(۳) ہندیہ:۱/۱۵۹، شامی:۱/۶۳۶ (۴) شامی:۱/۶۳۶

(۵) الدر المختار ورد المحتار:۱/۶۳۴ (۶) ہندیہ:۱/۴۶

www.abulhasanalinadwi.org

باب چہارم

کفن کے مسائل

۱- عن عائشة رضي الله عنها قالت: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كفن في ثلاثة أثواب يمانية بيض سحولية من كرسف ليس فيها قميص ولا عمامة.(۱)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام سحول کے تیار کردہ سوت کے تین سفید یمنی کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا، اس میں نہ (سلی ہوئی) قمیص تھی نہ عمامہ۔

۲- عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألبسوا من ثيابكم البياض، فانها من خير ثيابكم، وكفنوا فيها موتاكم.(۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کپڑے سفید رنگ کے پہنو، اس لیے کہ تمہارے کپڑوں میں سب سے اچھے وہی ہوتے ہیں، اور اپنے مردوں کو انہیں کا کفن دو۔

۳- عن ليلى بنت قائف الثقفية قالت: كنت فيمن غسل أم

---

(۱)صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الثياب البيض للكفن: ۱/۱۶۹، صحيح مسلم، كتاب الجنائز: ۱/۳۰۵ (۲)الترمذي، كتاب الجنائز، باب ماجاء في ما يستحب من الأكفان: ۱/۱۹۳، أبي داؤد، كتاب اللباس، باب في اللباس: ۲/۵۶۲

www.abulhasanalinadwi.org

كلثوم ابنة رسول الله صلى الله عليه وسلم فكان أول ما أعطانا الحقاء، ثم الدرع، ثم الخمار، ثم الملحفة، ثم أدرجت بعد في الثوب الآخر، قالت: ورسول الله صلى الله عليه وسلم جالس عند الباب، معه كفنها يناولناها ثوبا ثوبا.(١)

قال المحقق ابن الهمام: حسنه النووي، ثم رد ما أورد عليه.(٢)

حضرت لیلیٰ بنت قانفیہ فرماتی ہیں کہ میں ان عورتوں میں تھی جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو غسل دلایا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے ہم کو لنگی دی، پھر درع (عورتوں کی قمیص) پھر اوڑھنی، پھر ملحفہ (باندھنے کے لیے کپڑے کا ٹکڑا) پھر اخیر میں انہیں ایک کپڑے میں لپیٹ دیا گیا، فرماتی ہیں: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دروازے کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (ام کلثوم) کا کفن تھا، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایک ایک کرکے دے رہے تھے۔

فقہی احکام

ان احادیث مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفنانے کا طریقہ بیان فرمایا ہے، فقہاء نے ان احادیث نیز دوسری احادیث کی روشنی میں جو فروعات اور جزئیات مستنبط فرمائی ہیں، ہم ان کو ترتیب وار نقل کر رہے ہیں، کفن پہناتے وقت ان کا خیال رکھنا چاہیے:

اصل کفن فرض کفایہ ہے، چاہے نیا ہو یا پرانا، نیچے لکھی ہوئی تعداد میں ہو یا کم و بیش، سفید ہو یا کسی اور رنگ کا۔(٣)

پھر واضح ہو کہ مرد وعورت دونوں کے کفن تین طرح کے ہوتے ہیں:

---

(١) سنن أبي داؤد، كتاب الجنائز، باب في كفن المرأة: ٢/ ٤٥٠

(٢) فتح القدير: ٢/ ٧٩ (٣) شامی: ١/ ٦٣٦، ہندیہ: ١/ ١٦٠

www.abulhasanalinadwi.org

۱-کفن سنت۔۲-کفن کفایت۔۳-اور کفن ضرورت۔

مرد کا کفن سنت

کفن سنت مرد کے لیے تین کپڑے ہیں:

۱-ازار: سر سے پاؤں تک۔

۲-لفافہ: (چادر) ازار سے لمبائی میں کچھ زیادہ تاکہ اس میں میت کو لپیٹا جاسکے، اور اوپر نیچے باندھا جاسکے۔

۳-کفنی: (بغیر آستین اور بغیر کلی کا کرتہ) یہ گردن سے پاؤں تک ہوگا۔ (۲)

عورت کا کفن سنت

عورت کے کفن میں مسنون کپڑے پانچ ہیں:

۱-ازار: سر سے پاؤں تک۔

۲-لفافہ: ازار سے لمبائی میں کچھ زیادہ۔

۳-کفنی: گردن سے پاؤں تک بغیر آستین کی قمیص۔

۴-خرقہ: (سینہ بند) پستان کے اوپر سے رانوں تک ہو تو بہتر ہے، ورنہ اگر صرف اتنی لمبائی ہو جس سے پستان اور پیٹ چھپ سکیں تو بھی جائز ہے۔

۵-خمار: (اوڑھنی) تین ہاتھ کی۔ (۳)

مرد کا کفن کفایت

۱-ازار۔ ۲-لفافہ۔

عورت کا کفن کفایت

۱-اوڑھنی۔۲-لفافہ، کفنی اور ازار میں سے کوئی بھی دو کپڑے، لیکن ازار اور لفافہ

(۲) شامی:۱/۶۳۶، ہندیہ:۱/۶۰ (۳) شامی:۱/۶۳۷، ہندیہ:۱/۱۶۰

www.abulhasanalinadwi.org

ہوتو زیادہ بہتر ہوگا۔ (۱)

کفن ضرورت

مندرجہ بالا دونوں طریقوں سے کم کفن دینا مکروہ ہے، البتہ دستیاب ہی نہ ہوتو جتنا میسر ہو دیا جاسکتا ہے، البتہ کسی نہ کسی چیز (مثلاً: پتوں یا گھاس وغیرہ) سے پورا بدن ضرور ڈھانپ دینا چاہیے۔ (۲)

خنثیٰ مشکل کے کفن کا حکم

خنثیٰ کا کفن عورتوں کی طرح پانچ کپڑوں کا دینا مسنون ہے، لیکن احتیاطاً ریشمی کپڑوں، نیز عصفر اور زعفران سے رنگے ہوئے کپڑوں کا استعمال نہ کیا جائے۔ (۳)

کفن دلانے کا طریقہ

مرد کو کفنانے کا طریقہ

سب سے پہلے چارپائی بچھا کر اس پر کفن رکھا جائے، اور ایک، تین یا پانچ مرتبہ اس کو لوبان کی دھونی دی جائے، پھر چارپائی پر پہلے لفافہ بچھایا جائے، پھر اس کے اوپر ازار بچھایا جائے، پھر میت کو غسل کے تختہ سے آہستگی سے لایا جائے اور اسے قمیص پہنا دی جائے، قمیص پہنانے کے بعد اس کپڑے کو نکال لیا جائے، جسے غسل دلانے کے لیے پہنایا گیا تھا۔

اس کے بعد میت کے سر اور داڑھی پر عطر لگایا جائے (زعفران اور ورس کے علاوہ کوئی بھی عطر لگایا جاسکتا ہے) پھر اس کی پیشانی، ناک، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں

---

(۱) شامی: ۱/ ۶۳۷، ہندیہ: ۱/ ۱۶۰ (۲) رد المحتار والدر المختار: ۱/ ۶۳۷ - ۶۳۸

(۳) شامی: ۱/ ۶۳۸

www.abulhasanalinadwi.org

اور پیروں (یعنی تمام اعضاء سجدہ) پر کافور مل دیا جائے۔

پھر پہلے بائیں جانب سے ازار کو لپیٹا جائے، اس کے بعد دائیں جانب، اسی طرح لفافہ کو بھی پہلے بائیں طرف سے لپیٹا جائے پھر داہنی طرف سے، تاکہ داہنی جانب کا کفن اوپر رہے۔

پھر کپڑے کی پٹی سے کفن کو سر اور پاؤں کی طرف سے نیز درمیان میں کمر کے نیچے سے باندھ دیا جائے تاکہ کفن کسی وجہ سے کھلنے نہ پائے۔ (۱)

عورت کو کفنانے کا طریقہ

مرد ہی کے کفن کی طرح اس کے کفن پر دھونی دی جائے اور مرد ہی کی طرح اس کے کفن میں سے بھی پہلے لفافہ بچھایا جائے، پھر ازار، پھر اسے ازار پر رکھ کر کفنی پہنائی جائے، اور اس کے اندر ہی اندر سے وہ کپڑا نکال لیا جائے جو غسل دلانے کے لیے پہنایا گیا تھا، پھر سر پر عطر لگایا جائے (عورت کو زعفران اور ورس بھی لگا سکتے ہیں) پھر پیشانی، ناک، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر کافور مل دیا جائے، پھر سر کے بالوں کو دو حصوں میں کرکے درع (کفنی) کے اوپر سینہ پر دائیں بائیں ڈال دیا جائے، پھر اوڑھنی سر اور بالوں پر ڈال دی جائے، اس کو لپیٹنے کی ضرورت نہیں ہے، پھر ازار اور لفافہ اسی طرح لپیٹ دیا جائے جیسے مردوں کا لپیٹا جاتا ہے یعنی دونوں کا پہلے بایاں حصہ لپیٹا جائے پھر داہنا پھر کسی پٹی سے مرد ہی کے کفن کی طرح اس کے کفن کو بھی تین جگہ سے باندھ دیا جائے تاکہ کھلنے کا اندیشہ نہ رہے۔

جہاں تک خرقہ (سینہ بند) کا تعلق ہے تو اس میں فقہاء نے یہ بھی اجازت دی ہے کہ اس کو تمام کفنوں کے اوپر پستانوں سے گھٹنوں تک لپیٹ دیا جائے یا ازار کے اوپر اور لفافہ کے نیچے لپیٹا جائے، یا ازار کے نیچے اور قمیص (کفنی) کے اوپر لپیٹا جائے۔ (۲)

---

(۱) ہندیہ: ۱/۱۶۱، بدائع: ۲/۴۰، الدر المختار: ۱/۶۳۶، احکام میت: ۵۵-۵۶

(۲) شامی: ۱/۶۳۸، ہندیہ: ۱/۱۶۱، بدائع الصنائع: ۲/۴۱، بہشتی زیور حصہ دوم: ۱۲۰

www.abulhasanalinadwi.org

کفن کے متفرق مسائل

۱- اوپر حدیث بیان کی گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں دفن کیا گیا تھا، جس میں عمامہ اور سلی ہوئی قمیص نہیں تھی، لہٰذا ان تینوں کپڑوں پر اضافہ کرنا یا عمامہ باندھنا خلاف سنت ہوگا۔

۲- اگر کوئی قبر کھدی ہوئی اس حال میں نظر آئے کہ میت بغیر کفن کے پڑی ہو تو اگر وہ لاش جلد ہی دفن کی گئی ہے اور پھٹی پھولی نہیں ہے تو دوبارہ اس کو مسنون کفن دیا جائے، اور پھٹ پھول گئی ہے تو صرف ایک کپڑے کا کفن دیا جائے۔ (۱)

۳- اوپر جس کفن مسنون کا تذکرہ کیا گیا ہے، کچھ کپڑے اس کے علاوہ بھی کفن کے کپڑے کے طور پر خریدنے کا رواج ہے، حالانکہ ان کی نہ کوئی ضرورت ہوتی ہے، نہ ان کا کہیں سے ثبوت ہی ہے، لہٰذا مشترک مال سے بغیر سب کی رضامندی کے ان کا خریدنا درست نہیں ہوگا، اور ورثاء میں کوئی نابالغ ہو تو اس کی اجازت کے باوجود بھی ان کا خریدنا درست نہیں ہوگا، بلکہ چونکہ ان کو ایک طرح لازم ہی سمجھ لیا گیا ہے، لہٰذا یہ دونوں صورتیں نہ ہوں تب بھی ان کو خریدے۔

یہ کپڑے مختلف جگہوں پر مختلف ہوسکتے ہیں، لیکن امام کے لیے جائے نماز اور مردے کو قبر میں اتارنے کے لیے پٹکہ کا عام رواج ہے۔

خلاصہ یہ کہ مذکورہ کپڑوں کے علاوہ مزید کپڑے خریدنے کا ثبوت نہیں ہے، لہٰذا ان کو دینی حکم سمجھ کر ہرگز نہ خریدے۔ (۲)

۴- کفن یا پیشانی پر عہد نامہ، کلمہ یا کوئی دعا لکھنا منع ہے، اس لیے کہ میت کے پھٹنے پر اس کی بے ادبی ہوگی، البتہ بغیر کسی روشنائی وغیرہ کے صرف انگلی سے کچھ لکھ دے تو جائز ہوگا۔ (۳)

(۱) الدر المختار ورد المحتار: ۱/ ۶۳۸ (۲) مستفاد از: احکام میت: ۵۴ (۳) شامی: ۱/ ۶۲۸-۶۲۹

www.abulhasanalinadwi.org

۵- غسل کے مسائل کے تحت حدیث نمبر ۱ سے یہ بات بھی ظاہر ہو رہی ہے کہ کسی بزرگ کے استعمال شدہ کپڑے کو بھی استعمال کرنا نہ صرف جائز بلکہ نئے کپڑے سے بھی بہتر ہوگا، اس کپڑے کو یا کفنی کے طور پر استعمال کرے یا چھوٹا ہو تو کفنی میں جوڑ کر استعمال کرے، یہی حکم زمزم میں تر کیے ہوئے کپڑے اور غلاف کعبہ کا بھی ہے، بشرطیکہ غلاف کعبہ پر کلمہ یا قرآنی آیات وغیرہ نہ لکھی ہوئی ہوں، ورنہ بے ادبی کے باعث ان کا استعمال ممنوع ہوگا۔ (۱)

۶- جس طرح کے کپڑے زندگی میں پہننا جائز ہے، اس طرح کے کپڑے کا کفن دینا بھی جائز ہے، چنانچہ مردوں کے لیے ریشم وغیرہ کا کفن ناجائز ہے، عورتوں کے لیے درست ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ سفید کپڑوں میں کفن دیا جائے، چاہے کپڑا نیا ہو یا پرانا، اگرچہ رنگین کپڑے کا کفن بھی جائز ہے۔ (۲)

۷- بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جنازے پر پردہ کا خاص اہتمام کر کے چار پائی کو پالکی نما کیا گیا تھا، اس لیے عورتوں کا جنازہ ہو تو بہتر ہوگا کہ چار پائی کے کونوں پر بانس وغیرہ باندھ دیا جائے اور اس کے اوپر پردہ ڈال دیا جائے۔ (۳)

کفن کا خرچ کس کے ذمہ ہوگا؟

۱- اگر میت کا ذاتی مال موجود ہو تو قرض کی ادائیگی، وصیت کے نفاذ اور وراثت کی تقسیم سے پہلے اس کے کفن ودفن (غسل، خوشبو، کفن، جنازہ اور دفن) کے مصارف اس کے مال سے پورے کیے جائیں۔

۲- اگر میت نے مال نہ چھوڑا ہو تو اس کے کفن ودفن کے مصارف اس شخص پر ہوں گے جس پر زندگی میں اس کا نفقہ لازم تھا، اور اگر اس طرح کے کئی لوگ ہوں تو کفن ودفن کے مصارف ہر ایک پر میت کی میراث میں ان کے حصے کے بقدر ہوں گے۔

(۱) دیکھیے احکام میت: ۴۶، و بہشتی زیور: ۱۲۰/۲ (مطبوعہ ادارہ اشاعت دینیات)

(۲) الدر المختار: ۶۳۹/۱، هندیه: ۱۶۱/۱　(۳) کفایه مع فتح القدیر: ۸۹/۲

www.abulhasanalinadwi.org

(اس کی تفصیلات کسی عالم سے معلوم کرلی جائیں)

۳- اگر کوئی ایسا شخص موجود نہ ہو جس پر اس کا نفقہ واجب تھا تو اگر حکومت اسلامی ہو تو اس کی تجہیز وتکفین کی ذمہ داری بیت المال پر ہوگی۔

۴- اگر کسی وجہ سے حکومت یہ ذمہ داری نہ نبھائے، یا ہندوستان کی طرح غیر اسلامی حکومت ہو تو عام مسلمانوں کی ذمہ داری ہوگی کہ اس کے کفن ودفن کا نظم کریں، خود نہ کرسکتے ہوں تو چندہ کرکے کریں، ورنہ سب گنہگار ہوں گے۔

۵- عورت کا کفن اس کے شوہر کے ذمہ ہوگا، خواہ اس کا ذاتی مال ہی کیوں نہ موجود ہو، اور مرد کا کفن عورت کے ذمہ نہ ہوگا، خواہ عورت مالدار ہی کیوں نہ ہو۔ (۱)

جنازہ کس طرح لے جائے؟

۱- عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أسرعوا بالجنازة، فان تك صالحة فخير تقدمونها اليه، وان تك سوى ذلك فشر تضعونه عن رقابكم. (۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنازہ کو تیزی سے لے جاؤ، اگر وہ نیک ہے تو ایک خیر کی طرف تم اسے جلد پہنچا دو گے، اور اگر نیک نہیں ہے تو اپنی گردنوں سے جلد ایک برائی کو اتار دو گے۔

۲- وعنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من شهد الجنازة حتى يصلى عليه فله قيراط، ومن شهد حتى يدفن كان له قيراطان، قيل: وما القيراطان؟ قال: مثل الجبلين العظيمين. (۳)

---

(۱) شامی: ۱/۶۳۹، ہندیہ: ۱/۱۶۱۔ (۲) البخاری؛ کتاب الجنائز، باب السرعة بالجنائز: ۱/۱۷۶۔ (۳) صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب من انتظر حتى يدفن: ۱/۱۷۷، صحيح مسلم، كتاب الجنائز: ۱/۳۰۷

www.abulhasanalinadwi.org

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو جنازہ میں نماز پڑھنے تک شریک رہے اسے ایک قیراط (ثواب) ملے گا، اور جو تدفین تک شریک رہے اسے دو قیراط ملیں گے، پوچھا گیا: دو قیراط کیا ہیں؟ فرمایا: دو عظیم الشان پہاڑوں جیسی چیزیں ہیں۔

٣- عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الجنازة متبوعة ولا تتبع، ليس معها من تقدمها. قال الترمذي: وأبو ماجد الراوي رجل مجهول.(١)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنازہ کے تابع رہا جائے گا، اس کو تابع نہیں بنایا جائے گا۔ (یعنی جنازہ کے پیچھے رہا جائے گا آگے نہیں) جو آگے رہے وہ جنازہ کے ساتھ نہیں شمار ہوگا۔

٤- عن سالم عن أبيه قال: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم وأبابكر يمشون أمام الجنازة.(٢)

حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جنازہ کے آگے چلتے دیکھا ہے۔

فقہی احکام

ان احادیث اور دوسری احادیث سے فقہاء نے جنازہ لے جانے سے متعلق جو

(١) الترمذي، كتاب الجنائز، باب ما جاء في المشي خلف الجنازة: ١/١٩٦، و سنن أبي داؤد، باب الاسراع بالجنازة: ٢/٤٥٣، و سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ما جاء في المشي أمام الجنازة (٢) أبو داؤد، باب المشي أمام الجنازة: ٢/٤٥٣

www.abulhasanalinadwi.org

احکام بیان کئے ہیں وہ نمبر وار نقل کئے جاتے ہیں:

۱- اگر میت شیر خوار (دودھ پیتا) بچہ یا اس سے کچھ ہی زیادہ عمر کا ہے تو اس کو قبرستان لے جانے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک شخص اس کو اپنے دونوں ہاتھ میں لے لے، پھر اسی طرح ایک دوسرے سے لیتے ہوئے قبرستان تک لے جائیں، قبرستان دور ہونے کی وجہ سے کسی سواری سے جانا ہو تب بھی اسی طرح ہاتھوں میں لے کر جائیں۔ (۱)

۲- بڑی عمر کے لوگوں کا جنازہ چار پائی وغیرہ پر رکھ کر لے جائے، میت کا سرہانہ آگے رکھے، اور چار پائی کے چاروں پائے ایک ایک آدمی اٹھائے، اور مستحب یہ ہے کہ پہلے میت کے داہنے اگلے پائے کو اپنے داہنے کندھے پر رکھ کر دس قدم چلے، پھر پچھلا داہنا پایا یا داہنے کندھے پر رکھ کر دس قدم چلے، پھر بایاں پایا بائیں کندھے پر رکھ کر دس قدم چلے اور اخیر میں بایاں پچھلا بائیں کندھے پر رکھ کر دس قدم چلے تا کہ چالیس قدم ہو جائیں، اور حدیث میں چالیس قدم کی وارد ہونے والی فضیلت حاصل ہو جائے۔ (۲)

"من حمل جنازة أربعين خطوة كفرت أربعين كبيرة". (۳)

(جو شخص چالیس قدم تک جنازہ اٹھائے، اس کے چالیس کبیرہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے)

۳- جنازہ کو تیزی سے لے جانا مسنون ہے، لیکن بہت زیادہ تیزی سے بھی نہ لے جائے، اور حد یہ ہے کہ اتنی تیزی سے لے جائے کہ میت کو چار پائی پر جھٹکا نہ لگے۔ (۴)

۴- افضل یہ ہے کہ جنازہ کے پیچھے چلے، آگے چلنا بھی جائز ہے، لیکن سب ہی لوگوں کا آگے ہو جانا، یا کسی کا بہت آگے ہو جانا یا جنازہ کے دائیں بائیں چلنا مکروہ

(۱) هندیة: ۱/۱۶۲، الدر المختار: ۱/۶۵۷، بدائع: ۲/۴۳ (۲) هندیة: ۱/۱۶۲، بدائع الصنائع: ۲/۴۳-۴۴، الدر المختار: ۱/۶۵۷ (۳) الطبرانی فی الأوسط عن أنس مرفوعا واسناده ضعیف (تلخیص الحبیر: ۲/۱۱۸) (۴) شامی: ۱/۶۵۷، هندیة: ۱/۱۶۲

www.abulhasanalinadwi.org

ہے۔(۱)

۵-افضل یہ ہے کہ جنازہ کے ساتھ پیدل جائے، کسی وجہ سے سوار ہو کر جانا بھی جائز ہے، لیکن سوار ہو کر جانا ہو تو جنازہ کے پیچھے رہے، آگے جانا مکروہ ہے۔(۲)

۶-جنازہ کے ساتھ جاتے ہوئے بلند آواز سے ذکر و تسبیح یا تلاوت قرآن مکروہ ہے، کرنا ہو تو دل میں کرے۔(۳)

۷-جنازہ دیکھ کر اسی صورت میں کھڑا ہو جب اس کے ساتھ جانے کا ارادہ ہو، شرکت نہ کرنی ہو تو کھڑا نہ ہو۔(۴)

۸-جب تک جنازہ کندھے سے اتار نہ دیا جائے اس وقت تک ساتھ میں جانے والوں کا بیٹھنا مکروہ ہوگا، بلکہ افضل تو یہ ہے کہ جب تک قبر برابر نہ ہو جائے نہ بیٹھے۔

۹-جنازہ کے ساتھ عورتوں کا جانا مکروہ تحریمی ہے۔

۱۰-جنازہ کے ساتھ جانے والوں کے لیے نماز جنازہ پڑھے بغیر واپس ہونا مکروہ ہے، نماز پڑھنے کے بعد تدفین سے پہلے بھی میت کے گھر والوں کو بتائے بغیر نہ آنا چاہیے، البتہ تدفین کے بعد اجازت کے بغیر بھی واپس ہو سکتا ہے۔(۵)

۱۱-بعض جگہوں پر میت کو گھر سے باہر لا کر میلا اور سلام پڑھتے ہیں، اس کا ثبوت کتاب و سنت سے نہیں ہے، نہ ہی کسی فقہی کتاب میں اس کا ذکر ہے، لہٰذا ضروری سمجھ کر اس کی پابندی کرنا بدعت ہوگا، اس سے احتراز لازم ہے۔

۱۲-میت کو دو میل کی دوری تک منتقل کرنا جائز لیکن خلاف اولیٰ ہے، مسافت قصر سے کم مدت تک منتقل کرنے کی بھی گنجائش ہو سکتی ہے، لیکن مسافت قصر (یعنی ۴۸-میل، ۷۷،۱/۴ کلومیٹر (سوا ستہتر کلومیٹر) سے زیادہ دوری تک لے جانا مکروہ تحریمی ہے۔(۶)

(۱-۴) ہندیہ:۱/۱۶۲، شامی:۱/۶۵۸، بدائع:۲/۴۴-۴۵-۴۶

(۵) هندية: ۱/۶۵ (٦) رد المحتار: ۱/٦٦٣

باب پنجم

نماز جنازه

۱- عن عائشة رضي الله عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ما من ميت تصلي عليه أمة من المسلمين يبلغون مائة كلهم يشفعون له الا شفعوا فيه.(۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میت کی نماز جنازہ سو کی تعداد میں پہنچنے والا مسلمانوں کا مجمع پڑھے، اور سب اس کی شفاعت کر رہے ہوں تو ان کی شفاعت قبول کر لی جاتی ہے۔

۲- عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا صلى على الجنازة قال: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَأَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ.(۲)

---

(۱) مسلم، كتاب الجنائز: ۱/۳۰۸ (۲)أبو داؤد، كتاب الجنائز، باب الدعاء للميت: ۲/۴۵۶، سنن الترمذی، كتاب الجنائز، باب ما يقول في الصلاة على الميت: ۱/۱۹۸، سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ما جاء في الدعاء في الصلاة على الجنازة: ۱۰۹

www.abulhasanalinadwi.org

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز جنازہ پڑھتے تو یہ دعا پڑھتے:

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا، وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا، اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ، اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ"

(یا اللہ! ہمارے زندہ، مردہ، موجود، غیر موجود، چھوٹے، بڑے اور مرد و عورت کی مغفرت فرما، یا اللہ! ہم میں سے جس کو زندہ رکھنا ہو اس کو دین اسلام پر زندہ رکھئے، اور جس کو موت دینا اس کو ایمان پر موت دیجئے، یا اللہ! ہمیں اس میت (پر صبر کرنے) کے اجر سے محروم نہ کیجئے گا، اور اس کے بعد آزمائش میں نہ ڈالیے گا)

فقہی احکام

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے، اگر ایک مرد یا ایک عورت بھی نماز جنازہ پڑھ لے (اس لیے کہ اس میں جماعت شرط نہیں ہے) تو بقیہ لوگوں سے فرض ساقط ہو جائے گا، اور اگر کوئی بھی نہ پڑھے تو سب لوگ گنہگار ہوں گے۔ (۱)

نماز جنازہ کے وجوب کی شرائط

نماز جنازہ فرض ہونے کے لیے وہی شرائط ہیں، جو بقیہ نمازوں کی ہیں، یعنی مصلّی کا عاقل و بالغ ہونا، مسلمان ہونا اور نماز کی ادائیگی پر قادر ہونا، ایک مزید شرط یہ بھی ہے کہ میت کی موت کا اسے علم ہو۔ (۲)

---

(۱) ہندیہ: ۱/۱۶۲، شامی: ۱/۶۴۰، بدائع الصنائع: ۲/۴۶ (۲) شامی: ۱/۶۴۰

www.abulhasanalinadwi.org

نماز جنازہ صحیح ہونے کے شرائط

ان میں سے کچھ شرائط مصلی کے لیے ہیں، کچھ میت کے لیے۔

مصلی کے لیے شرائط

مصلی کے لیے شرائط وہی ہیں جو بقیہ نمازوں کی ہیں، یعنی:

(الف) بدن، کپڑے اور جگہ کا نجاست حقیقیہ سے اور بدن کا نجاست حکمیہ سے پاک ہونا (ب) ستر عورت (ج) استقبال قبلہ (د) نیت۔

اس نماز میں وقت مشروط نہیں ہے،(۱) البتہ طلوع شمس، غروب شمس اور استواء شمس کے وقت نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے، اگر جنازہ پہلے لاکر اس وقت نماز پڑھی جائے، اور اگر اسی وقت جنازہ لایا جائے تو ان اوقات میں بھی نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں۔

طلوع شمس کا وقت سورج نکلنے کی ابتداء سے لے کر اس وقت تک رہتا ہے جب تک اس پر نگاہ ٹھہر سکتی ہو،(۲) یعنی تقریباً دس منٹ تک۔(۳)

اور غروب شمس کا وقت سورج کے زرد پڑنے سے لے کر ڈوبنے تک رہتا ہے،(۴) یعنی ڈوبنے سے تقریباً سولہ منٹ پہلے سے لے کر ڈوبنے تک۔(۵)

جہاں تک استواء شمس کا تعلق ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آفتاب عین نصف النہار پر ہو اس وقت نماز مکروہ ہوگی، اس سے پہلے یا بعد میں کوئی کراہت نہیں ہے۔(۶)

میت کی شرائط

میت کی شرائط چھ ہیں:

---

(۱) شامی: ۱/۶۴۰، الدر المختار: ۱/۲۷۲-۲۷۳ (۲) ردالمحتار: ۱/۲۷۳

(۳) احسن الفتاوی: ۲/۱۴۳ (۴) ردالمحتار: ۱/۲۷۴ (۵) احسن الفتاوی: ۲/۱۴۳

(۶) ردالمحتار: ۱/۲۷۳، احسن الفتاوی: ۲/۱۳۸

www.abulhasanalinadwi.org

۱- میت کا مسلمان ہونا، مرتد اور کافر کی نماز جنازہ درست نہیں ہے۔ (۱)

۲- میت کا پاک ہونا، البتہ اگر میت کو طہارت کے بغیر جنازہ کی نماز پڑھے بغیر دفن کر دیا گیا ہو تو اس کو پاک کرنے کے لیے قبر سے نہیں نکالا جائے گا، اور بغیر طہارت قبر پر نماز پڑھ لی جائے گی۔ (۲)

اسی طرح میت جس چارپائی یا تخت وغیرہ پر ہے، وہ اگر پاک ہے تو اس کے نیچے کی جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں ہے، لیکن اگر میت کو ناپاک تخت یا زمین وغیرہ پر رکھا ہو تو ایسی صورت میں بعض حضرات کے نزدیک نماز درست ہو جائے گی، اور بعض حضرات کے نزدیک درست نہیں ہوگی۔ (۳)

اگر میت کو پاک کفن پہنایا، لیکن بعد میں میت کی نجاست نکلنے کی وجہ سے نجس ہو گیا تو اس کو دھوئے بغیر ہی نماز جنازہ صحیح ہو جائے گی۔ (۴)

۳- ستر عورت ہونا، چنانچہ اگر میت کا جسم چھپانے کے لیے گھاس پھوس بھی میسر نہ ہو تو نماز درست نہ ہوگی۔ (۵)

۴- میت کا موجود ہونا، چنانچہ احناف کے نزدیک غائبانہ نماز جنازہ درست نہیں ہے۔ (۶)

۵- میت کا نماز پڑھنے والے سے آگے ہونا، چنانچہ اگر جنازہ پیچھے یا دائیں بائیں رکھ کر نماز پڑھی جائے تو درست نہیں ہوگی۔ (۷)

۶- میت کا یا جس چارپائی وغیرہ پر میت ہے اس کا زمین پر رکھا ہوا ہونا، چنانچہ میت کو کسی سواری پر رکھ کر یا ہاتھوں میں اٹھا کر نماز پڑھی جائے تو درست نہیں ہوگی، الا یہ کہ کوئی عذر ہو، مثلاً: نیچے پانی یا کیچڑ وغیرہ ہو تو اس طرح نماز درست ہوگی۔ (۸)

---

(۱) هندية: ۱/۱٦۲، الدر المختار: ۱/٦٤٠ (۲) هندية: ۱/۱٦۳، الدرالمختار: ۱/٦٤٠

(۳) هندية: ۱/۱٦۳، الدرالمختار: ۱/٦٤٠ (٤) رد المحتار: ۱/٦٤٠

(٥) الدر المختار: ۱/٦٤٠، تقريرات رافعي: ۱۱۹

(٦) الدر المختار: ۱/٦٤١، هندية: ۱/١٦٤ (۷) شامي: ۱/٦٤١، هندية: ۱/١٦٤

(۸) الدر المختار: ۱/٦٤١، هندية: ۱/١٦٤

www.abulhasanalinadwi.org

کن لوگوں کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی

نماز جنازہ ہر اس مسلمان کی پڑھی جائے گی جس کا انتقال ولادت کے بعد ہوا ہو، چھوٹا ہو یا بڑا، مرد ہو یا عورت، سوائے مندرجہ ذیل چار لوگوں اور ان کے مشابہ لوگوں کے:

۱- جس نے اپنے ماں باپ کو قتل کیا ہو اور اس کی سزا میں مارا جائے۔ (۱)

۲- اسلامی حکومت کا باغی جو حکومت سے جنگ کے دوران مارا جائے۔

۳- ڈاکو جو ڈاکہ کے دوران مارا جائے۔

یہ دونوں اگر گرفتار کرکے بعد میں قتل کیے جائیں، یا بعد میں اپنی موت مریں تو ان کی نماز پڑھی جائے گی۔ (۲)

۴- جو شخص مسلمانوں کی آپسی تعصب کی کسی لڑائی میں مارا جائے، مثلاً: لسانی، قبائلی یا ذات پات وغیرہ کا جھگڑا ہو۔

لیکن اگر کوئی خود سے جھگڑا نہیں کرنا چاہتا تھا، لیکن اس پر حملہ کیا گیا، اور وہ اپنا دفاع کرتے ہوئے قتل کر دیا گیا تو اس کا معاملہ تعصب میں لڑنے والوں جیسا نہیں ہوگا۔ (۳)

خودکشی کرنے والوں کی نماز پڑھی جائے گی، اگرچہ اس کا گناہ دوسرے کو قتل کرنے سے بھی بڑھ کر ہے۔ (۴)

جو لاش پھول کر پھٹ گئی ہو، یا جو شخص جل کر بالکل کوئلہ بن گیا یا بدن کا اکثر حصہ جل کر خاکستر ہو گیا تو اس کو غسل وکفن دینا اور جنازہ کی نماز پڑھنا کچھ واجب نہیں، یوں ہی کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دینا چاہیے۔

اور اگر بدن کا اکثر حصہ جلنے سے محفوظ ہو اگرچہ سر کے بغیر ہو، یا آدھا بدن مع سر کے محفوظ ہو یا پورا بدن جلا ہو مگر معمولی جلا گوشت پوست اور ہڈیاں سالم ہوں تو اس کو

---

(۱) هندية: ۱/۱۶۳، رد المحتار: ۱/٦٤٣ (۲) رد المحتار: ۱/٦٤٢، هندية: ۱/۱٦۳

(۳) ردالمحتار: ۱/٦٤٢ (٤) هندية: ۱/۱٦۳، الدرالمختار: ۱/٦٤٣

www.abulhasanalinadwi.org

باقاعدہ غسل وکفن دے کر اور جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کرنا چاہیے۔ (۱)

نماز جنازہ کے ارکان

۱- چار تکبیرات: چنانچہ چار سے کم تکبیرات کہیں اور سلام پھیر دیا تو نماز نہیں ہوگی، ہاں اگر بھولے سے ایسا ہوا اور کسی نماز کے منافی عمل کے پیش آنے سے پہلے احساس ہوتے ہی اس نے چوتھی تکبیر کہہ لی تو نماز ہو جائے گی، سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں ہوگی۔ (۲)

۲- قیام: (نماز کھڑے ہو کر پڑھنا) چنانچہ دوسری فرض نمازوں کی طرح ہی بلا عذر بیٹھ کر یا سوار ہو کر نماز جنازہ بھی درست نہیں ہے۔ (۳)

البتہ کسی عذر سے بیٹھ کر یا سوار ہو کر نماز پڑھنا درست ہوگا۔ (۴)

نماز جنازہ کی سنتیں

اس نماز میں تین چیزیں مسنون ہیں:

۱- اللہ کی حمد کرنا ۲- درود شریف پڑھنا ۳- میت کے لیے دعا کرنا۔ (۵)

نماز جنازہ میں امامت کا حق دار

۱- اگر اسلامی حکومت ہو تو سلطان وقت اگر نماز جنازہ میں موجود ہو تو امامت کے لیے اسی کو بڑھانا واجب ہوگا۔

۲- وہ نہ ہو تو اس کے نائب (یعنی گورنر یا امیر شہر) کو بڑھانا ہوگا۔

۳- پھر قاضی کو۔

۴- پھر کوتوال کو۔

---

(۱) احکام میت: ۱۱۶- ۱۱۷، ھندیہ: ۱/۱۵۸-۱۵۹، شامی: ۱/۶٤۱

(۲) طحطاوی: ۳٤۲ (۳) الدر المختار: ۱/٦٤۱

(٤) الدر المختار: ۱/٦٤۱ (٥) شامی: ۱/٦٤۱-٦٤۲

www.abulhasanalinadwi.org

۵- پھر نائب قاضی کو۔

ان حضرات کو مندرجہ بالا تفصیل اور ترتیب کے مطابق بڑھانا واجب ہوگا، خواہ علم و تقوی میں ان سے بڑھے ہوئے لوگ موجود ہی کیوں نہ ہوں۔ (۱)

۷- یہ حضرات نہ ہوں تو محلہ کی مسجد کے امام کو بڑھانا مستحب اور افضل ہے، ضروری نہیں ہے، اور یہ بھی اس وقت ہے جب میت کے اولیاء میں کوئی اس سے افضل نہ ہو، چنانچہ اولیاء میت میں سے کوئی شخص اس سے افضل ہو تو اسی کو بڑھانا افضل ہوگا۔

۸- پھر عصبات کی ترتیب کے اعتبار سے ولی اقرب کو نماز پڑھانے کا حق ہوگا، اور یہاں اس کی ترتیب یہ ہوگی کہ یہ حق سب سے پہلے باپ کو ہوگا پھر بیٹے کو۔ الی آخرہ۔

۹- عصبات میں سے کوئی شخص نہ ہو تو شوہر کو ہوگا۔

۱۰- پھر پڑوسیوں کو۔ (۲)

امامت کے متفرق مسائل

۱- میت اگر کسی خاص شخص کو اپنی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے متعین کرے تو اس کی یہ تعیین اور وصیت باطل ہوگی اور ولی کو اختیار ہوگا کہ اسی سے نماز پڑھوائے یا کسی اور سے۔ (۳)

۲- جس کو امامت کا استحقاق ہو وہ دوسرے شخص کو امامت کے لیے بڑھا سکتا ہے۔ (۴)

۳- اگر ایک درجہ کے دو ولی اکٹھا ہو جائیں تو امامت کا حق دونوں میں سے زیادہ عمر والے کو ہوگا۔ (۵)

---

(۱) الدر المختار: ۱/۶۴۹-۶۵۰، هندية: ۱/۱۶۳ (۲) ایضا (۳) هندية: ۱/۱۶۳
(٤) هندية: ۱/۱۶۳، الدر المختار: ۱/۶۵۰ (۵) هندية: ۱/۱۶۳

www.abulhasanalinadwi.org

۴-اگر ولی کی اجازت کے بغیر خلیفہ وقت، سلطان، گورنر، قاضی یا محلّہ کی مسجد کے امام نے نماز پڑھادی ہو تو ولی کو اعادہ کی اجازت نہ ہوگی اور اگر ان حضرات کے علاوہ کسی نے نماز پڑھادی ہو تو ولی کو نماز کے اعادہ کی اجازت ہوگی۔ (۱)

۵-ولی کے نماز پڑھ لینے کے بعد کسی کو نماز کے اعادہ کی اجازت نہیں ہے، یہاں تک کہ اسی کے درجہ کے دوسرے اولیاء موجود ہوں، تب بھی انہیں اعادہ کی اجازت نہ ہوگی۔ (۲)

نماز جنازہ کی مفسدات

نماز جنازہ کی مفسدات بھی وہی ہیں جو دوسری نمازوں کی ہیں، مثلاً:

۱-بات چیت کرلینا ۲-سلام کرلینا ۳-زبان سے سلام کا جواب دے دینا ۴-بلا عذر اور بغیر کسی سبب کے کھنکھارنا ۵-لوگوں کے کلام کے مشابہ کوئی دعا کرنا ۶-کراہنا، اف اف یا آہ آہ کرنا ۷-آواز سے کسی مصیبت یا تکلیف پر رونا (جنت وجہنم کے یاد آنے پر رونا مفسد نہیں ہے) ۸-چھینکنے والے کو "یرحمك الله" کہنا ۹-عمل کثیر کرنا وغیرہ۔

لیکن نماز جنازہ میں عورت کی محاذات سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔ (۳)

وہ مقامات جہاں نماز جنازہ مکروہ ہے

۱-جس مسجد کو پنج وقتہ نمازوں یا جمعہ کی نماز کے لیے بنایا گیا ہو، وہاں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے، (۴) خواہ میت اور نماز دونوں مسجد کے اندر ہوں یا میت مسجد کے باہر ہو اور لوگ مسجد کے اندر ہوں، یا میت، امام اور بعض لوگ مسجد کے باہر ہوں اور بقیہ لوگ مسجد کے اندر ہوں، یا میت مسجد کے اندر ہو اور امام اور بقیہ لوگ مسجد کے باہر ہوں۔ (۵)

---

(۱)ہندیہ: ۱/۱۶۳-۱۶۴، الدر المختار: ۱/۶۵۱-۶۵۲ (۲)ہندیہ: ۱/۱۶۴

(۳)الدر المختار: ۱/۴۵۴-۴۶۱، بدائع: ۲/۵۷ (۴)البتہ جو مسجد خاص طور سے نماز جنازہ کے لیے بنائی گئی ہو اس میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ ہندیہ: ۱/۱۶۵

(۵)ہندیہ: ۱/۱۶۵

www.abulhasanalinadwi.org

البتہ بارش، ازدحام، ولی کے حالت اعتکاف میں ہونے جیسے کسی عذر کی بنیاد پر مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہوگا۔ (۱)

جہاں تک مسجد حرام کا تعلق ہے تو وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے، اس لیے کہ وہ پنج وقتہ نمازوں کے علاوہ دوسری چیزوں کے لیے بھی بنائی گئی ہے۔ (۲)

۲-راستہ میں نماز جنازہ پڑھنا۔ (۳)

۳-لوگوں کی زمین پر نماز جنازہ پڑھنا۔ (۴)

نماز جنازہ کا طریقہ

نماز جنازہ کا طریقہ یہ ہے کہ جنازہ کو آگے رکھ کر امام میت کے سینے کے مقابل کھڑا ہو جائے اور افضل یہ ہے کہ بقیہ نمازی کم سے کم تین صف میں کھڑے ہو جائیں، سات لوگ ہوں تب بھی ایک امام بنے، تین اس کے بعد کھڑے ہوں، اس کے بعد دو کھڑے ہوں، اخیر میں ایک کھڑا ہو۔ (۵)

پھر امام اور مقتدی یہ نیت کرے:

"نَوَيْتُ أَدَاءَ هٰذِهِ الْفَرِيْضَةِ عِبَادَةً لِلّٰهِ، مُتَوَجِّهًا اِلَى الْكَعْبَةِ، مُقْتَدِياً بِالْاِمَامِ" (٦)

(قبلہ کی طرف رخ کر کے امام کی اقتداء میں اللہ کی عبادت (اور میت کے لیے دعا کے واسطے) اس فریضہ کی ادائیگی کی نیت کرتا ہوں)

اور اگر صرف دل میں ارادہ کرلے کہ وہ یہ نماز پڑھنے جا رہا ہے تب بھی کافی ہوگا۔ (۷)

نیت کے بعد دونوں ہاتھ تکبیر تحریمہ کی طرح کانوں تک اٹھا کر ایک مرتبہ "اللہ أکبر" کہے اور دوسری نمازوں ہی کی طرح ہاتھ باندھ لے، (۸) پھر

---

(۱) ایضاء و الدر المختار: ۱/ ٦٥٤ (۲) تقریرات رافعی: ۱۲۱

(۳-٤) رد المحتار: ۱/ ٦٥٣، هندیه: ۱/ ١٦٥ (٥-٨) هندیه: ۱/ ١٦٤

"سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالیٰ جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا غَيْرُكَ"۔ پڑھے[1]

پھر بغیر ہاتھ اٹھائے ہوئے "اللہ أکبر" کہے، (بعض علاقوں میں "اللہ أکبر" کہتے ہوئے سر اوپر اٹھاتے ہیں، یہ ثابت نہیں ہے) اور درود شریف پڑھے،[2] بہتر یہ ہے کہ درود ابراہیمی پڑھے (جو کہ نماز میں پڑھا جاتا ہے)[3]

درود شریف سے فراغت کے بعد بغیر ہاتھ (یا سر اٹھائے) تیسری مرتبہ "اللہ أکبر" کہے اور میت کے لیے کوئی دعا کرے، بہتر یہ ہے کہ ماثورہ دعاؤں میں سے کوئی پڑھے۔[4]

بالغ میت کے لیے دعا

اس موقع کی کچھ دعائیں حسب ذیل ہیں:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْاِيْمَانِ"(۵)

(یا اللہ! ہمارے زندہ، مردہ، موجود، غیر موجود، چھوٹے، بڑے، مرد و عورت (سب کی) مغفرت فرما، یا اللہ! ہم میں سے جس کو زندہ رکھنا ہو اسے اسلام پر زندہ رکھ، اور جس کو موت دینی ہو اسے ایمان پر اٹھا)

یہ دعا بھی پڑھ سکتے ہیں:

---

(۱) هندية: ۱/۱٦٤، شامي: ۱/٦٤٤ و ٣٦٠ (۲) هندية: ۱/۱٦٤، شامي: ۱/٦٤٤
(۳) الدر المختار ورد المحتار: ۱/٦٤٤ (٤) هندية: ۱/۱٦٤، رد المحتار: ۱/٦٤٤
(٥) سنن الترمذي، كتاب الجنائز، باب ما يقول في الصلاة على الميت: ۱/۱۹۸، سنن النسائي: كتاب الجنائز، باب فضل الدعاء: ۱/۲۸۱، سنن أبي داؤد، كتاب الجنائز، باب الدعاء للميت: ۲/٤٥٦-٤٥٧، سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ما جاء في الدعاء في الصلاة على الجنازة: ۱۰۹

www.abulhasanalinadwi.org

"اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، وَارْحَمْهُ، وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْهُ دَاراً خَيْراً مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلاً خَيْراً مِنْ أَهْلِهِ، وَزَوْجاً خَيْراً مِنْ زَوْجِهِ، وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ، وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ" (۱)

(یا اللہ! اس کی مغفرت فرما، اس پر رحم فرما، اس کو معاف کر دے، اس کو درگذر کر دے، اس کی کریمانہ میزبانی فرما، اس کی جائے دخول (قبر) کو وسیع فرما دے، اس کو پانی، برف اور اولہ سے نہلا دے، اور اس کو خطاؤں سے اس طرح پاک وصاف کر دے جیسے سفید کپڑے کو میل سے صاف کیا جاتا ہے، اور اس کے گھر سے بہتر گھر اور اس کے گھر والوں سے بہتر گھر والے اور اس کے جوڑے سے بہتر جوڑا بدلہ میں عطا فرما، اور اس کو جنت میں داخل فرما اور عذاب قبر نیز عذاب جہنم سے پناہ دے)

اور چاہے تو دونوں کو ملا کر بھی پڑھ سکتا ہے، چنانچہ شامی میں دونوں دعائیں ملا کر ہی لکھی ہوئی ہیں۔ (۲)

نابالغ لڑکے کے لیے دعا

اگر میت نابالغ ہو تو یہ دعا پڑھے:

"اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطاً، وَاجْعَلْهُ لَنَا أَجْراً وَذُخْراً، وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعاً وَمُشَفَّعاً" (۳)

(یا اللہ! اس کو ہمارے لیے حوض کوثر پر سبقت کرنے والا بنا دے، اور اس کو ہمارے لیے باعث اجر وثواب اور ذخیرہ بنا دے، اور اس کو ہمارے لیے

(۱) صحیح مسلم عن عوف بن مالك فی الجنائز، فصل فی الدعاء للمیت: ۱/۳۱۱، وکذا فی السنن (۲) رد المحتار: ۱/٦٤٤ (۳) الدر المختار: ۱/٦٤٦، هندیه: ۱/۱/١٦٤

www.abulhasanalinadwi.org

شفاعت کرنے والا اور شفاعت یافتہ (شفاعت قبول کیا ہوا) بنا دے)

نابالغ لڑکی کے لیے دعا

میت نابالغ لڑکی کی ہو تو اسی دعا کو صیغۂ تانیث کے ساتھ اس طرح پڑھا جائے گا:

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا، وَاجْعَلْهَا لَنَا أَجْرًا وَّذُخْرًا، وَاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً"

جب دعا سے فراغت ہو جائے تو چوتھی بار ہاتھ اور سر اٹھائے بغیر پھر تکبیر کہے اور کوئی دعا پڑھے بغیر سلام پھیر دے۔(۱)

نماز جنازہ کے کچھ متفرق مسائل

۱- اوپر جو دعائیں نقل کی گئی ہیں، اگر یہ یاد نہ ہوں تو کوئی بھی دعا پڑھ سکتا ہے، (۲)

مثلاً: یہ دعا:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ"(۳)

(یا اللہ! مسلمان مردوں اور عورتوں کی مغفرت فرما)

اگر یہ بھی نہ پڑھ سکے تب بھی صرف تکبیرات کہہ دینے سے بھی نماز ہو جائے گی (۴)

۲- پہلی تکبیر کے بعد دعا کی نیت سے سورۂ فاتحہ پڑھنا جائز ہے۔(۵)

۳- نماز جنازہ کے احکام میں امام اور مقتدی یکساں ہیں۔(۶) البتہ امام تکبیرات اور سلام بلند آواز سے کہے گا۔(۷)

۴- بعض لوگ تکبیر کہتے وقت اپنا سر اوپر (آسمان کی طرف) اٹھاتے ہیں، فقہی

---

(۱)الدر المختار:۱/ ٦٤٤ (۲)هنديه: ۱/ ١٦٤

(۳) كفايه على الهدايه على هامش الفتح: ۲/ ۸۷ (٤)احكام ميت: ۷۳

(٥)الدر المختار: و ردالمحتار: ۱/ ٦٤٤-٦٤٥، هنديه: ۱/ ١٦٤، فتح القدير: ۲/ ۸٥، بدائع الصنائع: ۲/ ٥۲ (٦)الدرالمختار: ۱/ ٦٤٤ (۷)هنديه: ۱/ ١٦٤

www.abulhasanalinadwi.org

کتابوں میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے، اس لیے اس کو ترک کردینا چاہیے۔

۵-بعض لوگ جوتے، چپل پر نماز جنازہ پڑھتے ہیں تو اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر جوتا اور جگہ دونوں پاک ہو تو پہن کر نماز جائز ہے، جوتے پاک ہوں اور جگہ پاک نہ ہو یا جوتے کا اوپر حصہ پاک اور تلہ ناپاک ہو تو جوتے پہن کر نماز جائز نہ ہوگی، لیکن اگر پیر جوتے چپل سے باہر نکال کر جوتے چپل پر رکھ لے تو نماز جائز ہوگی، اور اگر جوتے ناپاک ہوں تو نہ تو انہیں پہنے پہنے نماز صحیح ہوگی، نہ ان سے پیر نکال کر ان پر رکھنے کی صورت میں نماز صحیح ہوگی۔ (۱)

اگر بیک وقت کئی جنازے آجائیں

اگر بیک وقت کئی جنازے اکٹھا ہوجائیں تو:

۱-افضل یہ ہے کہ ہر ایک کی علاحدہ علاحدہ نماز جنازہ پڑھی جائے، اور سب سے پہلے اس کی نماز پڑھی جائے جو سب سے پہلے لایا گیا ہو اور اگر سب ایک ساتھ لائے گئے ہوں تو ان میں افضلیت کے اعتبار سے ترتیب قائم کرے، چنانچہ سب سے زیادہ افضل کی پہلے پڑھے پھر جو اس کے بعد افضل ہو...... الخ. (۲)

۲-اور اگر چاہے تو سب کی ایک ساتھ بھی نماز پڑھ سکتا ہے، اس صورت میں تین طرح سے ترتیب قائم کرنا جائز ہے۔

پہلی ترتیب: یہ ہے کہ سب جنازے امام کے سامنے قبلہ کی طرف طول میں رکھ دیئے جائیں، یعنی ایک جنازہ کو امام کے سامنے رکھ دیا جائے، پھر اسی سے متصل کرکے اس کے آگے دوسرا رکھ دیا جائے، اس طرح کہ سب کے سینے امام کے سامنے پڑ رہے ہوں، اور سب کے سر ایک جانب ہوں اور پیر ایک جانب، یہ شکل ان تینوں ترتیبوں میں سب سے بہتر اور افضل ہے۔

(۱) البحر الرائق: ۱۷۹/۲ (۲) شامی: ۶۴۸/۱

www.abulhasanalinadwi.org

دوسری ترتیب: یہ ہے کہ ایک جنازہ کے سینے کو امام کی محاذات میں رکھ دیا جائے، اور دوسرے کو اس کے بعد اس طرح رکھا جائے کہ اس کا سر پہلے والے جنازہ کے کندھے کے پاس ہو، پھر اگر تیسرا ہو تو اس کو بھی دوسرے کے بعد اس طرح رکھا جائے کہ تیسرے جنازہ کا سر دوسرے جنازہ کے کندھے کے پاس ہو......الخ۔

تیسری ترتیب: یہ ہے کہ سب جنازوں کو عرضاً ایک صف میں اس طرح رکھ دیا جائے کہ پہلے جنازہ کا سینہ امام کی محاذات میں ہو، پھر دوسرے جنازہ کا سر پہلے کے پیر کے پاس ہو......الخ۔ (۱)

۳- اگر جنازے مختلف اصناف کے ہیں، یعنی مردوں، عورتوں اور بچوں کے جنازے اکٹھا ہو گئے ہیں تو امام سے متصل یا امام کے سامنے مردوں کو رکھا جائے گا، پھر بچوں کو، اس کے بعد عورتوں کو۔ (۲)

۴- جنازے ایک ہی طرح ہیں تو ان میں سب سے افضل کو، اور افضل میں سب برابر ہیں تو سب سے معمر کو امام کے سامنے یا اس سے متصل رکھنا چاہیے۔ (۳)

مسبوق کیا کرے؟ (یعنی نماز جنازہ میں جس کی کچھ تکبیرات چھوٹ جائیں)

۱- کوئی شخص نماز جنازہ میں ایسے وقت پہنچا کہ امام کچھ تکبیریں اس کے آنے سے پہلے ہی کہہ چکا تھا تو وہ آ کر انتظار کرے اور امام جب اس کے آنے کے بعد والی تکبیر کہے تو یہ بھی تکبیر کہہ کر شامل ہو جائے (چنانچہ اگر آتے ہی تکبیر کہہ کر شامل ہو گیا تو اس تکبیر کا اعتبار و شمار نہ ہوگا)

یہ تکبیر اس کے حق میں تکبیر تحریمہ کی طرح ہوگی، پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد بقیہ تکبیریں ادا کرے، اور اگر یہ خوف ہو کہ دعائیں پڑھنے سے دیر ہو جائے گی اور اس کے فارغ ہونے سے پہلے جنازہ اٹھا لیا جائے تو صرف تکبیروں کی قضاء کرے، دعائیں

---

(۱) بدائع: ۲/ ۵۶، شامی: ۱/ ۶۴۸ (۲) ہندیہ: ۱/ ۱۶۵
(۳) ہندیہ: ۱/ ۱۶۵، ردالمحتار: ۱/ ۶۴۹

www.abulhasanalinadwi.org

چھوڑ دے۔ (۱)

۲- اگر کوئی شخص امام کے تکبیر کہتے وقت موجود تھا، لیکن غفلت یا کوتاہی کے سبب اس کے ساتھ تکبیر نہیں کہہ سکا، تو اس کو انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہے، فوراً تکبیر کہہ کر امام کے ساتھ شامل ہو جائے۔ (۲)

۳- یا کوئی شخص ایسے وقت پہنچا کہ امام چاروں تکبیریں کہہ چکا ہے تو وہ فوراً تکبیر کہہ کر امام کے ساتھ شامل ہو جائے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد تین تکبیروں کی قضا کرے۔ (۳)

۴- کسی نے پہلی تکبیر تو امام کے ساتھ کہہ لی، لیکن دوسری اور تیسری تکبیریں سو جانے یا کسی اور عذر شرعی کے پیش آجانے سے چھوٹ جائیں تو وہ پہلے دوسری اور تیسری تکبیر کہے، اس کے بعد امام کے ساتھ چوتھی تکبیر کہے اور اگر دوسری، تیسری تکبیر کہنے کے دوران ہی امام نے چوتھی تکبیر کہہ دی ہو تو اس کو دوسری، تیسری تکبیر سے فراغت کے بعد تنہا ادا کرے۔ (۴)

---

(۱) شامی: ۱/۶٦٧، هندیه: ۱/۱٦٥، هدایه و الفتح: ۲/۸۸ (۲) ایضاً

(۳) هندیه: ۱/۱٦٥، شامی: ۱/٦٤٨

(٤) هندیه: ۱/۱٦٥، احکام میت (حاشیه) ص: ۷۸

www.abulhasanalinadwi.org

باب ششم

میت کی تدفین

(۱)عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: لما توفي النبي صلى الله عليه وسلم كان بالمدينة رجل يلحد، وآخر يضرح، فقالوا: نستخير ربنا ونبعث اليهما، فأيهما سبق تركناه، فأرسل اليهما فسبق صاحب اللحد، فلحدوا للنبي صلى الله عليه وسلم.

(وروى عن عائشة رضي الله عنها بمعناه)(۱)

(حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو مدینہ میں ایک شخص بغلی قبر کھودنے والے تھے، (یعنی حضرت ابوطلحہؓ) اور دوسرے صندوقی قبر بناتے تھے، (یعنی حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ) (۲) تو لوگوں نے کہا کہ ہم اپنے پروردگار سے استخارہ کریں گے اور دونوں کو بلوا بھیجیں گے، جو پیچھے رہ جائے اسے چھوڑ دیں گے، چنانچہ دونوں کو بلوایا گیا اور بغلی کھودنے والے نے سبقت کی، لہٰذا لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر بغلی بنائی)۔

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى

---

(۱)سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ما جاء في الشق: ۱۱۳

(۲)سنن ابن ماجة، باب ذكر وفاته و دفنه:۱۱۸

www.abulhasanalinadwi.org

الله علیه و سلم: اللحد لنا، والشق لغیرنا.(۱)

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بغلی قبر ہم (عربوں) کے لیے ہے اور صندوقی ہم (عربوں) کے علاوہ کے لیے ہے)۔

ان دونوں احادیث سے معلوم ہوا کہ قبر بغلی بھی کھودی جاسکتی ہے اور صندوقی بھی، لیکن سنت بغلی قبر ہی ہے،(۲) لہٰذا بغلی قبر ہی بنانے کا اہتمام کرے، الا یہ کہ زمین نرم ہو اور بغلی قبر بنانے پر اس کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو۔(۳)

بغلی قبر کی ہیئت

بغلی قبر یہ ہے کہ پہلے قبر کھودے، پھر اس کے جانب قبلہ ایک گڑھا کھودے اور میت کو اس میں رکھے۔(۴)

صندوقی قبر

صندوقی قبر (شق) یہ ہے کہ (تقریباً ایک فٹ) قبر کھود کر اس کے درمیان ایک گڑھا کھودے جس میں میت کو رکھا جائے۔(۵)

قبر کی لمبائی چوڑائی

قبر کی گہرائی کم از کم نصف قامت رکھنی چاہیے، اس سے زیادہ (قامت کی مقدار تک) رکھنا بہتر ہے۔

---

(۱) أبو داؤد، کتاب الجنائز، باب فی اللحد: ۲/۴۵۸، ابن ماجۃ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی استحباب اللحد: ۱۱۲، الترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی قول النبي صلی الله علیه وسلم: اللحد لنا والشق لغیرنا: ۱/۲۰۲، سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب اللحد والشق: ۱/۳۸۳ (۲) ہندیہ: ۱/۱۶۵ (۳) شامی: ۱/۶۵۹

(۴) ہندیہ: ۱/۱۶۵، شامی: ۱/۶۵۹ (۵) شامی: ۱/۶۵۹، احکام میت (حاشیہ) ص: ۸۳

www.abulhasanalinadwi.org

لمبائی حسب ضرورت (میت کے قد کے مطابق) رکھی جائے، اور چوڑائی لمبائی کے نصف رکھی جائے۔(۱)

قبر میں میت کو کس طرح اتارے؟

عن ابن عباس رضي الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم دخل قبرا ليلا فأسرج له بسراج فأخذ من قبل القبلة.(۲)

وقال في شرح السنة: "اسناده ضعيف".(۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ رات کے وقت ایک قبر میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کو چراغ دکھایا گیا، اور آپ ﷺ نے میت کو قبلہ کی طرف سے لیا۔

فقہی احکام

(۱) میت کو قبر میں قبلہ کی طرف اتارنا چاہیے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ میت کی چارپائی یا جنازہ قبر کے قبلہ کی طرف رکھ دیا جائے، اور میت کو اسی طرف سے اٹھا کر قبر میں اتار لیا جائے، اس طرح قبر سے میت کو پکڑنے والا قبلہ رخ ہو جائے گا۔(۴)

(۲) قبر میں میت اتارنے والے یہ دعا پڑھتے رہیں:

"بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ"(۵)

(بسم اللہ، اللہ کے نام اور رسول اللہ ﷺ کی ملت پر)

---

(۱) شامی:۱/۶۵۹، ہندیہ:۱/۱۶۶ (۲) سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الدفن بالليل:۱/۲۰۴ (۳) مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز: ۱/۱۴۸

(٤) الدر المختار: ۱/٦٦٠، سنن الترمذي، كتاب الجنائز، باب ما جاء ما يقول اذا ادخل الميت قبره: ۱/۲۰۲ (٥) أيضا، و هندية: ۱/١٦٦، سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ماجاء في ادخال الميت القبر: ۱۱۲

www.abulhasanalinadwi.org

یا پڑھے:

"بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ"(۱)

(اللہ کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ کی ملت پر)

یا یہ دعا پڑھے:

"بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ"(۲)

(اللہ کے نام سے اور نبی کریم ﷺ کی طلت پر)

(۳) میت کو قبر میں اتارنے والے طاق عدد میں بھی ہوسکتے ہیں اور جفت عدد میں بھی، لیکن مستحب یہ ہے کہ وہ نیک صالح، طاقتور اور امانت دار ہوں۔(۳)

(۴) مستحب یہ ہے کہ عورتوں کو اتارنے والے ان کے ذورحم محرم (جیسے باپ، بھائی، بیٹا) ہوں، وہ نہ ہوں تو غیر محرم رشتہ دار اتاریں، وہ بھی نہ ہوں تو اجنبی بھی یہ کام انجام دے سکتے ہیں۔

نیز اس صورت میں شوہر بھی یہ کام انجام دے سکتا ہے۔(۴)

(۵) میت کو قبر میں داہنی کروٹ پر رکھ کر قبلہ رو کر دینا مسنون ہے، صرف منھ قبلہ کی طرف کرنا کافی نہیں ہے، پورے بدن کو ٹھیک سے کروٹ دے دینا چاہیے۔(۵)

(۶) اور اس کے بعد وہ گرہ کھول دینی چاہیے جو کفن کھل جانے کے اندیشے سے لگادی گئی تھی۔(۶)

(۷) عورت کو دفن کرتے وقت قبر کے اوپر چادر وغیرہ تان کر پردہ کر دینا مستحب ہے

(۱) أيضاء و هندية: ١٦٦/١، سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ماجاء فى ادخال الميت القبر: ١١٢

(۲) سنن أبى داؤد، كتاب الجنائز، باب فى الدعاء للميت اذا وضع فى قبره: ٤٥٨/٢، سنن الترمذى، كتاب الجنائز، باب ما جاء ما يقول اذا أدخل الميت قبره: ٢٠٢/١، سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ماجاء فى ادخال الميت القبر: ١١٢

(۳-۴) ہندیہ:۱/۱۶۶ (۵) ایضاً، والدر المختار:۱/۶۶۰ (۶) رد المختار:۱/۶۶۱، ہندیہ:۱/۱۶۶

www.abulhasanalinadwi.org

اور اگر میت کے بدن کے ظاہر ہو جانے کا اندیشہ ہو تو پردہ کرنا واجب ہوگا، مرد پر عام حالات میں چادر وغیرہ نہیں تانی جائے گی، الا یہ کہ بارش یا اولہ پڑنے جیسا کوئی عذر ہو۔ (۱)

(۸) قبر اگر بغلی ہے تو اس کو کچی اینٹ یا نرکل سے بند کرنا چاہیے، پکی اینٹ اور لکڑی کے تختوں کا استعمال ممنوع اور مکروہ ہے، البتہ زمین کی نرمی کی وجہ سے قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پکی اینٹ یا لکڑی کا استعمال کرنا جائز ہے اور قبر اگر شق (صندوقی) ہو تو اس میں بھی لکڑی کے تختوں کا استعمال جائز ہے۔ (۲)

(۹) بعض لوگ قبر کے اندر اس کی کسی دیوار پر طاق بنا کر اس میں عہد نامہ یا شجرہ وغیرہ رکھتے ہیں، اس کا ثبوت فقہی کتابوں یا احادیث میں احقر کو نہیں ملا، مزید یہ کہ فقہاء نے کفن وغیرہ پر تلویث کے اندیشہ سے کچھ لکھنے سے منع فرمایا ہے، (۳) وہ خرابی یہاں بھی موجود ہے، لہٰذا اس سے احتراز کرنا چاہیے۔

(۱۰) بعض علاقوں میں قبر کو بند کرنے سے پہلے اس میں کیوڑہ یا آب زمزم چھڑکنے کا رواج ہے، اس کا ثبوت بھی فقہی کتابوں میں نہیں ملتا، اس لیے دینی حکم سمجھ کر اسے نہ کرنا چاہیے۔

(۱۱) بعض علاقوں میں قبر کو تختوں سے بند کر دینے کے بعد تختوں کے اوپر یا کچھ مٹی ڈال دینے کے بعد بیر کی شاخ ڈالنے کا بڑا اہتمام کیا جاتا ہے، تو واضح رہے کہ اگر مقصد تختوں کے درمیان رہ جانے والی جھریوں کا بند کرنا ہے تو یہ کام کسی اور لکڑی سے بھی ہو سکتا ہے، اس کے لیے بیر کی لکڑی کا اہتمام کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اور اگر اس کو اس موقع کا شرعی حکم سمجھ کر رکھا جاتا ہے، تو واضح رہے کہ کتابوں میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں ہے، ہاں! اگر اس کے رکھنے کی حکمت یہ ہو کہ اس کے کانٹوں کی وجہ سے جانور قبر نہ کھود پائیں گے تو جن علاقوں میں جانوروں کی طرف سے یہ خطرہ ہو، وہاں بیر یا کسی اور کانٹے دار درخت کی شاخ رکھ سکتے ہیں۔

---

(۱) شامی: ۱/۶۶۱، ہندیہ: ۱/۱۶۶ (۲) شامی: ۱/۶۶۱ (۳) رد المحتار: ۱/ ۶۶۸-۶۶۹

قبر پر مٹی ڈالنے کے احکام

(۱)عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، صلى على جنازة، ثم أتى على قبر الميت، فحثى عليه من قبل رأسه ثلاثا.(۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ کی نماز پڑھی، پھر میت کی قبر پر آئے، پھر اس پر اس کے سرہانے کی طرف سے تین مرتبہ مٹی ڈالی۔

(۲)عن جعفر بن محمد عن أبيه رضي الله عنهم مرسلا أن النبي صلى الله عليه وسلم رش على قبر ابنه ابراهيم، ووضع عليه حصباء. (رواه في شرح السنة)(۲)

حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے مرسلا روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا اور اس پر سنگ ریزے ڈال دیئے۔

فقہی احکام

(۱) مستحب یہ ہے کہ میت کے سرہانے سے مٹی ڈالنا شروع کیا جائے، ہر شخص اپنے دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر ڈالے، پہلی دفعہ ڈالتے وقت کہے:

"مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ" (اسی زمین سے ہم نے تم کو بنایا)

دوسری مرتبہ کہے:

---

(۱)سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ماجاء في حثو التراب في القبر: ۱۱۳

(۲)مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز: ۱/۱۴۸

www.abulhasanalinadwi.org

"وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ" (اسی میں تم کو پھر پہنچا دیتے ہیں)

اور تیسری مرتبہ کہے:

"وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ"(۱)

(اور اسی سے نکالیں گے تم کو دوسری بار)(۲)

(۲) ہاتھوں سے مٹی ڈال لینے کے بعد پھاوڑے وغیرہ سے بھی مٹی ڈالی جاسکتی ہے، لیکن قبر سے جتنی مٹی نکالی گئی تھی، اس سے زیادہ الگ سے ڈالنا مکروہ ہے، البتہ باہر سے معمولی مقدار میں مٹی ڈالنے کی گنجائش ہے۔(۳)

(۳) قبر کو کوہان نما اور ایک بالشت کی اونچائی میں بنانا چاہیے، اس کا چوکور بنانا، یا ایک بالشت سے بہت زیادہ اونچا رکھنا مکروہ ہے البتہ ایک بالشت سے کچھ زیادہ اونچائی رکھ سکتا ہے۔(۴)

(۴) قبر تیار ہو جانے کے بعد اس پر پانی چھڑکنا مستحب ہے تاکہ مٹی اڑ نہ جائے۔(۵)

(۵) مستحب یہ ہے کہ تدفین کا عمل دن میں کیا جائے، اس لیے کہ اس میں زیادہ آسانی رہتی ہے، لیکن رات کو تدفین کرنا بھی مکروہ نہیں ہے۔(۶)

(۶) کسی کا انتقال سمندری کشتی یا جہاز پر سفر کے دوران ہو جائے تو غسل اور کفن دلا کر کسی چیز سے بدن کو وزنی کر دیا جائے اور میت کو سمندر میں ڈال دیا جائے۔(۷)

تدفین کے بعد کیا کرے؟

(۱) عن عمرو بن العاص رضي الله عنه قال لابنه وهو في سياق الموت: اذا أنا مِتُّ فلا تصحبني نائحة ولا نار، فاذا دفنتموني

---

(۱) سورہ طٰہ:۵۵، (۲) شامی:۱/۶۶۱-۶۶۲، ہندیہ:۱/۱۶۶۔ ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ

(۳-۵) شامی:۱/۶۶۱، ہندیہ:۱/۱۶۶

(۶) شامی:۱/۶۶۱، ہندیہ:۱/۱۶۶ (۷) ہندیہ:۱/۱۵۹

www.abulhasanalinadwi.org

فشنوا علی التراب شيئا ثم أقيموا حول قبري قدر ما ينحر جزور و يقسم لحمها حتى استأنس بكم، وأعلم ماذا أرجع به رسل ربي.(۱)

حضرت عمرو بن العاصؓ کے بارے میں منقول ہے کہ موت سے پہلے انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا: جب میری موت ہو جائے تو میرے ساتھ کسی نوحہ کرنے والی عورت یا آگ نہ رکھنا، اور جب مجھے دفن کرنا ہو تو مجھ پر کچھ مٹی ڈالنا پھر میری قبر کے ارد گرد اتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کئے جاتے ہیں اور ان کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ میں تم لوگوں سے انسیت حاصل کروں اور جان سکوں کہ مجھے اپنے رب کے فرشتوں سے کیا سوال جواب کرنا ہے۔

(۲) عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: اذا مات أحدكم فلا تحبسوه وأسرعوا به الى قبره، وليقرأ عند رأسه فاتحة البقرة وعند رجليه بخاتمة البقرة.(۲)

(عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم میں سے جب کسی کی موت واقع ہو جائے تو میت کو روکے نہ رہو اور قبر تک اس کو جلد لے جاؤ، اور اس کے سرہانے سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات (الم تا المفلحون) اور پائتانے (پیر کی طرف) سورۂ بقرہ کا آخری ﴿لِلّٰهِ ما فِيْ السَّمَاوَاتِ وَمَا فِيْ الأَرْض...... اختتام تک﴾ پڑھنا چاہیے)

(۱) صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب كون الاسلام يهدم ما كان قبله: ۱/۷٦

(۲) رواه البيهقي في شعب الايمان وقال: والصحيح: أنه موقوف عليه۔ (مشكاة المصابيح، باب دفن الميت، الفصل الثالث: ۱/۱٤۹

www.abulhasanalinadwi.org

فقہی احکام

(۱) مستحب یہ ہے کہ تدفین کے بعد کچھ دیر ٹھہر جائے، (خاص طور سے میت کے گھر والے اور نزدیکی رشتہ دار) اور میت کے حق میں اس کے ثابت قدم رہنے کی دعا نیز تلاوت قرآن کرتا رہے۔ (۱) (حدیث شریف میں جو مقدار ٹھہرنے کی بتائی گئی ہے یہ کام عرب بہت جلد کرلیا کرتے تھے، چنانچہ عصر بعد یہ کام کرنا شروع کرتے تھے تو مغرب کی نماز سے کافی پہلے اس سے فارغ ہو جاتے تھے۔ (۲)

(۲) لیکن تدفین کے بعد کوئی لوٹ جانا چاہے تو میت کے گھر والوں کی اجازت کے بغیر واپس ہو سکتا ہے، ہاں تدفین سے پہلے بلا اجازت واپسی منع ہے۔ (۳)

قبر پر عمارت وغیرہ بنانا

(۱) عن جابر رضي الله عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يحصص القبر، وأن يقعد عليه، وأن يبني عليه. (٤)

وفي الترمذي وأبي داؤد: "وأن يكتب عليها وأن يبنى عليها وأن توطأ". (٥)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو پختہ کرنے، اس پر بیٹھنے اور اس پر کوئی عمارت بنانے سے منع فرمایا ہے۔

ترمذی اور ابوداؤد میں یہ اضافہ بھی ہے کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے) قبروں پر لکھا جائے، ان پر عمارت بنائی جائے اور انہیں روندا جائے۔

---

(۱) ہندیہ: ۱/۱۶۴، شامی: ۱/۶۶۱ (۲) احکام میت: ۸۹) (حاشیہ)

(۳) ہندیہ: ۱/۱۶۵ (٤) صحيح مسلم، كتاب الجنائز: ١/ ٣١٢

(٥) سنن الترمذي، كتاب الجنائز، باب ماجاء في تحصيص القبور: ١/ ٢٠٣، سنن أبي داؤد، كتاب الجنائز، باب البناء على القبر: ٢/ ٤٦٠

www.abulhasanalinadwi.org

(٢) عن كثير بن زيد المدني عن المطلب في حديث طويل قال:
ثم حملها النبي صلى الله عليه وسلم فوضعها عند رأسه، وقال:
أتعلم بها قبر أخي، وأدفن اليه من مات من أهلي.(١)

حضرت کثیر بن زید مدنی حضرت مطلب سے ایک لمبی حدیث میں راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھر اٹھایا، اور ان (حضرت عثمان بن مظعون کی قبر) کے سرہانے رکھ دیا اور فرمایا: اس کے ذریعہ میں اپنے بھائی کی قبر پہچان لوں گا، اور میرے گھر والوں میں سے جس کا انتقال ہوگا، اسی قبر کے پاس اس کو دفن کردوں گا۔

فقہی احکام

(۱) قبر کو پختہ کرنا، اس پر عمارت بنانا، قبہ بنانا، یا قبر پر کتبہ لگا کر اس میں قرآنی آیات یا اشعار وغیرہ لکھنا ممنوع ومکروہ ہے، البتہ قبر کی پہچان کے لیے علامت کے طور پر کتبہ لگانا جائز ہے۔ (۲)

(۲) قبر پر چادر چڑھانا مکروہ ہے۔ (۳)

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر چراغ جلانے اور ان کو سجدہ گاہ بنانے سے منع فرمایا ہے۔ (۴)

(۴) اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ (۵)

---

(١) سنن أبي داؤد، كتاب الجنائز، باب في جمع الموتى في قبر والقبر يعلم: ٤٥٧/٢

(٢-٣) شامي: ٦٦٢/١

(٤) مسلم، كتاب الجنائز: ٣١١/١، سنن النسائي، كتاب الجنائز، التغليظ في اتخاذ السراج على القبور: ٢٨٧/١، هندية: ١٦٧/١ (٥) سنن النسائي، كراهية المشي بين القبور في النعال السبتية: ٢٨٨/١، وانظر: الهندية: ١٦٦/١، شامي: ٦٦٧/١

www.abulhasanalinadwi.org

تدفین سے متعلق کچھ متفرق مسائل

(۱) مٹی ڈال دینے کے بعد میت کا قبر سے نکالنا ممنوع ہے، الا یہ کہ کسی آدمی کا حق مارا جارہا ہو، مثلاً: زمین کسی اور کی ہو، یا کفن غصب کردہ کپڑے کا دلایا گیا ہو، یا ایک درہم (۳/گرام ۶۲/ملی گرام چاندی)[۱] کا کوئی سامان دفن ہو گیا ہو۔[۲]

(۲) اگر بغیر غسل دلائے یا بغیر نماز جنازہ پڑھائے دفن کر دیا گیا ہو، یا بائیں کروٹ پر لٹا دیا گیا ہو یا قبلہ رخ نہ ہو تو قبر نہیں کھودی جائے گی، ہاں اگر ابھی صرف تختے ہی برابر کئے تھے، مٹی نہیں ڈالی تھی تو رخ صحیح کر دینا چاہیے۔[۳]

(۳) جب اندازہ ہو کہ قبر اتنی پرانی ہے کہ میت اب مٹی ہو چکی ہوگی تو اس میں دوبارہ دفن کرنا، یا مسجد وغیرہ بنانا جائز ہے۔[۴]

(۴) قبر پر بیٹھنا، سونا، اس کو روندنا یا اس پر پیشاب، پاخانہ کرنا ممنوع و مکروہ ہے۔[۵]

(۵) قبروں پر سے گھاس پھوس اکھاڑنا مکروہ ہے، البتہ گھاس اگر خشک ہو تو صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لیے کہ جب تک وہ ہری رہتی ہے، اللہ کا ذکر کرتی رہتی ہے اور اس سے میت کو راحت ملتی ہے۔[۶]

میت کے پس ماندگان سے تعزیت

عن عبد الله رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من عزى مصابا فله مثل أجره.(۷)

---

(۱) امداد الاوزان: ۱۸ (۲) رد المحتار: ۱/۶۶۲، هندیه: ۱/۱۶۷

(۳) رد المحتار: ۱/۶۶۲، هندیه: ۱/۱۷۶ (٤) شامی: ۱/۶۶۲

(٥) هندیه: ۱/۱۶۶، رد المحتار: ۱/۶۶۷ (٦) هندیه: ۱/۱۶۷، رد المحتار: ۱/۶۶۸

(۷) سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی أجر من عزی مصابا: ۱/۲۰۵، وقد شار الی ضعفه، و سنن ابن ماجة، باب ما جاء فی ثواب من عزی مصابا: ۱۱۶

www.abulhasanalinadwi.org

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کرے اسے مصیبت زدہ کے بقدر اجر ملے گا۔

(۱) تعزیت کا طریقہ یہ ہے کہ تعزیت کرنے والا مصیبت زدہ سے کہے:

"أَعْظَمَ اللّٰهُ أَجْرَكَ، وَأَحْسَنَ عَزَاءَ كَ، وَغَفَرَ لِمَيِّتِكَ"(۱)

(اللہ تعالیٰ تمہارا ثواب بڑھائے، تمہاری اچھی تعزیت کرے اور تمہاری میت کی مغفرت کرے)

یا یہ کہے:

"انَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ، وَلَهٗ مَا أَعْطىٰ، وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِأَجَلٍ مُسَمًّى"(۲)

(جو لے لیا وہ بھی اللہ کا ہے، جو دیا وہ بھی اسی کا ہے، اور اس کے پاس ہر چیز کی ایک متعین مدت ہے)

(۲) جس گھر میں غمی ہو ان کے یہاں موت کے تین دن کے بعد تک ایک بار تعزیت کے لیے جانا مستحب ہے، اس میں بھی افضل پہلا دن ہے، تعزیت کے لیے جانے والے کو چاہیے کہ میت کے متعلقین کو صبر کی تلقین کرے، صبر کے فضائل اور اس کا اجر و ثواب سنائے اور میت کے لیے دعائے مغفرت کرے۔(۳) (یہ سب چیزیں اوپر مذکور دعا میں اکٹھا ہیں، چاہے تو مزید تفصیل سے ان جملوں کی وضاحت کر دے)

(۳) تین دن کے بعد تعزیت کے لیے جانا، یا دوبارہ تعزیت کے لیے جانا مکروہ ہے، البتہ اگر کوئی حادثہ کے وقت موجود نہیں تھا (چاہے تعزیت کرنے والا یا وہ شخص جس سے تعزیت کرنی ہے) تو تین دن کے بعد بھی تعزیت کرنا جائز ہے۔(۴)

---

(۱) احکام میت: ۹۳، شامی: ۱/ ۶۶۵

(۲) سنن النسائي، عن أسامة بن زيد، كتاب الجنائز، باب الأمر بالاحتساب: ۱/ ۲۶۴، صحيح مسلم، كتاب الجنائز: ۱/ ۳۰۱

(۳) شامی: ۱/ ۶۶۵، احکام میت: ۹۳ (۴) شامی: ۱/ ۶۶۵، ہندیہ: ۱/ ۱۶۷

www.abulhasanalinadwi.org

اہل میت کی طرف سے کھانے کی دعوت

(۱) میت کے گھر والوں کی طرف سے پہلے دوسرے یا تیسرے دن دعوت کرنا مکروہ اور بدعت قبیحہ ہے، اس لیے کہ دعوت خوشی کے موقع پر مشروع ہے نہ کہ غمی کے موقع پر۔ (۱)

(۲) ایصال ثواب جتنا چاہے کرے، اور جتنا اللہ توفیق دے میت کے ایصال ثواب کی نیت سے فقراء پر صدقہ کرے، لیکن اگر کوئی خاص چیز رسم بن چکی ہو یا اس میں ریاکاری کا شائبہ ہو تو اس کو چھوڑ دینا چاہیے، علامہ شامی نے اس کی مثال قرآن خوانی کے موقع پر کھانے کی تیاری اور مواسم میں قبر کے پاس غلہ لے جانے سے دی ہے۔ (۲)

اسی پر بعض علاقوں کی اس رسم کو بھی قیاس کیا جائے کہ جنازہ کے ساتھ کچھ غلہ قبرستان لے جاتے ہیں، یا کچھ روٹیاں گڑ اور گھی لے جاتے ہیں، جس کو "توشہ" کہا جاتا ہے اور اس کو قبرستان میں اکٹھا ہو جانے والے فقراء نیز گورکن وغیرہ پر تقسیم کرتے ہیں کہ اولاً اس میں ریا کا شائبہ ہے، مزید یہ کہ وہاں اس کو لینے کے لیے پیشہ ور فقراء آجاتے ہیں، لہٰذا قبرستان لے جانے کے بجائے گھر ہی میں مستحقین کو دینے کا اہتمام کرے تاکہ ان خرابیوں سے بچا جا سکے۔

---

(۱) شامی: ۱/۶۶۴، ہندیہ: ۱/۱۶۷ (۲) شامی: ۱/۶۶۴، ہندیہ: ۱/۱۶۷

www.abulhasanalinadwi.org

باب ہفتم

شہید کے احکام

شہید دو طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) ایک وہ جس کو غسل اور کفن نہیں دیا جاتا، بلکہ جو کپڑے پہنے ہوئے ہو انہیں میں دفن کر دیا جاتا ہے۔

(۲) دوسرا وہ جس کو ان شاء اللہ آخرت میں شہید کا ثواب ملے گا، مگر اس کا کفن دفن عام مسلمانوں کی طرح کیا جاتا ہے۔

پہلی قسم کا شہید

پہلی قسم کا شہید وہ عاقل، بالغ، پاک مسلمان ہے جس کو ناحق کسی ایسی دھار دار چیز سے قتل کیا گیا ہو جس سے قتل کرنے پر قصاص لازم ہوتا ہے، اور نفس قتل سے مال واجب نہ ہوا ہو، نہ ہی زخم لگنے کے بعد موت سے پہلے "ارتثاث" ہوا ہو۔

اسی طرح وہ شخص بھی اسی طرح کا شہید ہے جس کو باغیوں، اہل حرب، یا ڈاکوؤں نے قتل کیا ہو، دھار دار چیز سے قتل کیا ہو یا غیر دھار دار چیز سے، یا اس کو معرکہ جنگ میں مردہ پایا گیا ہو، اور اس میں قتل کی علامت موجود ہو۔

جن پر شہید کے دنیاوی احکام (جن کا ذکر نمبر ا میں ہے) نافذ نہیں ہوں گے وہ حسب ذیل ہیں:

www.abulhasanalinadwi.org

(۱) پاگل (۲) بچے (۳) وہ مرد و عورت جو حالت جنابت، حالت حیض یا نفاس میں شہید ہوئے ہوں۔

(۴) جس کو غیر دھار دار آلہ، مثلاً: بندوق، لاٹھی وغیرہ سے قتل کیا گیا ہو، البتہ جنگ کی حالت میں شہید ہوا ہو یا ڈاکوؤں سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوا ہو تو یہ شرط نہیں ہے۔

(۵) جس کو ارتثاث ہو گیا ہو، یعنی جو زخم لگنے کے بعد اتنی دیر زندہ رہا جس میں اس کو کھانے پینے یا علاج معالجہ کرنے کا موقع مل گیا تو "مرتث" کہلائے گا، اور اس پر نمبر (۱) کے مذکورہ احکام نافذ نہ ہوں گے۔ (۶) جس کو غلطی سے قتل کیا گیا ہو۔ (۱)

قسم اول کے احکام

جس شہید میں قسم اول کی تمام شرائط پائی جا رہی ہوں، اس کو اسی کے کپڑوں میں خون سمیت غسل دلائے بغیر دفن کر دیا جائے، البتہ اگر اس کے کپڑوں میں کوئی نجاست لگ گئی ہو تو اس کو دھو دیا جائے گا۔

اور ٹوپی، زرہ، ہتھیار، شیروانی، کوٹ، اونی کپڑے، جیکٹ اور پوستین وغیرہ اسی طرح عدد مسنون سے زائد کپڑے اتار لیے جائیں گے، لیکن اگر کوئی شہید صرف اونی کپڑے، یا صرف پوستین یا صرف شیروانی (وغیرہ) ہی پہنے ہو، کوئی اور کپڑا نہ ہو تو ان کو نہیں اتارا جائے گا۔

اور کپڑے عدد مسنون سے کم ہوں تو ان کا اضافہ کر دیا جائے گا۔

بقیہ اس شہید کی نماز جنازہ اور تدفین وغیرہ جیسے دوسرے احکام عام مسلمانوں جیسے ہوں گے۔ (۲)

دوسری قسم کے شہداء

دوسری قسم کے شہداء کے ساتھ کفن دفن کے معاملہ میں عام مسلمانوں جیسے احکام ہوں گے، لیکن ان کو ان شاء اللہ آخرت میں شہیدوں کا مرتبہ ملے گا۔

---

(۱) الدر المختار: ۱/ ۶۶۹-۶۷۱، ہندیہ: ۱/ ۱۶۷-۱۶۸ (۲) شامی: ۱/ ۶۷، ہندیہ: ۱/ ۱۶۸

www.abulhasanalinadwi.org

قسم دوم کے شہداء کون ہیں؟

(۱) جن میں قسم اول کی کوئی شرط نہ پائی جارہی ہو۔

(۲) وہ تمام مسلمان جن کی شہادت کی بشارت احادیث میں دی گئی ہے۔

علامہ شامیؒ نے ذکر کیا ہے کہ اس طرح کے شہداء چالیس سے بھی بڑھ کر ہیں، بعض حضرات نے تو ان کی تعداد پچاس سے بھی زیادہ بتائی ہے،[1] ان میں سے بعض اشخاص کا تذکرہ ہم ذیل میں نمبروار کررہے ہیں:

(۱) وہ شخص جو اللہ کے راستہ میں جہاد کے لیے نکلا ہو، پھر گھوڑے سے گر کر، کسی زہریلے جانور کے کاٹنے سے یا اپنی موت مر گیا ہو۔[2]

(۲) جس کا انتقال طاعون میں ہو جائے۔[3]

(۳) جس کا انتقال ڈوبنے سے ہو جائے۔[4]

(۴) جس کا انتقال ذات الجنب (پسلی کے بڑے پھوڑے) کی بیماری میں ہو جائے۔[5]

(۵) جس کا انتقال پیٹ کے مرض میں ہو جائے۔[6]

(۶) جس کا انتقال جل کر مرنے سے ہو جائے۔[7]

(۷) جس کا انتقال دیوار یا چھت وغیرہ کے نیچے دب جانے سے ہو جائے۔[8]

(۸) وہ عورت جس کا انتقال ولادت کی تکلیف سے ہو جائے۔[9]

---

(۱) شامی: ۱/۶۷۳

(۲) سنن أبي داؤد، كتاب الجهاد، باب في من مات غازيا: ۱/۳۳۸

(۳-۹) سنن أبي داؤد، كتاب الجنائز، باب في فضل من مات بالطاعون: ۲/۴۴۳

www.abulhasanalinadwi.org

باب ہشتم

متفرق مسائل

بچوں کے احکام

(۱) اگر حمل ساقط ہوگیا تو دیکھا جائے گا کہ اگر اس کے اعضاء بالکل نہ بنے ہوں تو نہ اس کو غسل دیا جائے گا، نہ کفن، نہ ہی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، نہ باقاعدہ قبر بنائی جائے گی، بلکہ کسی کپڑے میں لپیٹ کر گڑھا کھود کر زمین میں دبا دیا جائے گا۔ (۱)

(۲) کچھ اعضاء بن گئے ہوں اور کچھ نہ بنے ہوں تو صحیح یہ ہے کہ اس کا نام رکھا جائے، غسل دلایا جائے، اور کسی کپڑے میں لپیٹ کر نماز کے بغیر دفن کر دیا جائے۔ (۲)

(۳) اور اگر مکمل اعضاء بن جانے کے بعد پیدائش ہوئی ہو، تو پیدائش کے وقت اگر اس میں زندگی کی کوئی علامت نہ ہو یا سر نکلتے وقت زندہ تھا پھر مر گیا تو اس کے احکام نمبر (۲) کے مطابق ہوں گے۔ (۳)

(۴) اگر بدن کا اکثر حصہ نکلتے وقت زندہ تھا تو اس کا حکم انہیں بچوں کی طرح ہوگا، جن کی موت پیدائش کے بعد ہو جاتی ہے، یعنی بہتر یہ ہے کہ ان کا کفن دفن سنت کے مطابق کیا جائے، لڑکے کو تین کپڑوں اور لڑکیوں کو پانچ کپڑوں کا کفن دیا جائے، لیکن یہ بھی جائز ہے کہ لڑکے کو صرف ایک کپڑا دیا جائے اور لڑکی کو صرف دو کپڑے دیئے جائیں،

(۱) احکام میت: ۱۱۳ (۲) شامی: ۱/۶۵۵ (۳) شامی: ۱/۶۵۴-۶۵۵، ہندیہ: ۱/۱۶۳

www.abulhasanalinadwi.org

ان کا نام بھی رکھا جائے گا، اور با قاعدہ نماز جنازہ پڑھ کر دفن کیا جائے گا۔ [1]

اور اگر اکثر بدن نکلنے سے پہلے مر گیا ہو تو اس کے احکام نمبر (۲) کے مطابق ہوں گے۔

سر کی طرف سے پیدائش ہو تو سینہ تک نکل آنے کو اور پیر کی طرف سے پیدائش ہو تو ناف تک نکلنے کو اکثر کا حکم لگایا جائے گا۔ [2]

(۵) کسی حاملہ عورت کا انتقال ہو جائے اور پیٹ کی حرکت یا کسی اور یقینی ذریعہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ بچہ زندہ ہے تو اس بچہ کو پیٹ چاک کر کے نکال لیا جائے، [3]

(پھر وہ بچہ مر جائے تو اس کے احکام گذشتہ تفصیلات کے مطابق ہوں گے)

عدت وفات

قال اللّٰہ تعالی:

﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجاً يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْراً﴾ (البقرة: ۲۳٤)

وقال:

﴿وَأُوْلَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (الطلاق: ٤)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(اور جو لوگ مر جاویں تم میں سے اور چھوڑ جائیں اپنی عورتیں تو چاہیے کہ وہ عورتیں انتظار میں رکھیں اپنے آپ کو چار مہینے دس دن)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

(اور جن کے پیٹ میں بچہ ہے، ان کی عدت یہ ہے کہ جن لیں پیٹ کا بچہ)

(۱) شامی: ۱/۶۵۴، احکام میت: ۱۱۴ (۲) شامی: ۱/۶۵۴ (۳) الدر المختار: ۱/۶۶۲

www.abulhasanalinadwi.org

فقہی مسائل

(۱) حاملہ عورتوں کے علاوہ بقیہ ہر طرح کی عورتوں کی عدت وفات (جو شوہر کے انتقال پر گزاری جاتی ہے) چار مہینے دس دن ہے۔ (۱)

(۲) حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے، چاہے وضع حمل شوہر کی موت کے فورا بعد ہی کیوں نہ ہو جائے۔ (۲)

(۳) اگر شوہر کا انتقال چاند کی پہلی تاریخ کو ہوا ہو، تو غیر حاملہ عورت چاند کے اعتبار سے چار مہینے دس دن عدت گزارے، کسی اور تاریخ کو ہوا ہو تو ہر مہینہ تیس تیس دن کا لگا کر دس دن (ایک سو تیس دن) مکمل کرے۔ (۳)

(۴) عدت وفات شوہر کی موت ہی سے شروع ہو جاتی ہے، چنانچہ اگر اس کی موت ہو جائے اور عورت کو خبر نہ ہو سکے، نہ ہی عدت کی نیت کرے، تب بھی عدت گزرنا شروع ہو جائے گی، یہاں تک کہ اگر عورت کو چار مہینے دس دن گزرنے کے بعد خبر ہو تو عدت ختم مانی جائے گی۔ (۴)

(۵) کسی حاملہ عورت کے شوہر کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد اس کا حمل ساقط ہو گیا تو دیکھا جائے، اگر حمل کا کوئی عضو (مثلا: منہ، ناک یا انگلی وغیرہ) بن گیا تھا، تب تو اب عدت ختم ہو گئی، اور اگر کوئی بھی عضو نہیں بنا تھا، صرف گوشت کا لوتھڑا تھا تو اس کو وضع حمل نہ سمجھا جائے گا، بلکہ اس عورت کو چار مہینے دس دن عدت گزارنی ہوگی۔ (۵)

سوگ

عن أم حبيبة وزينب بنت جحش رضي الله عنهما قالت كل منهما

(۱) شامی: ۲/ ۶۵۵، ہندیہ: ۱/ ۵۲۹ (۲) شامی: ۲/ ۶۵۵، ہندیہ: ۱/ ۵۲۸
(۳) شامی: ۲/ ۶۵۴، ہندیہ: ۱/ ۵۲۷ (۴) ہندیہ: ۱/ ۵۳۳-۵۳۴، شامی: ۱/ ۶۶۲
(۵) ہندیہ: ۱/ ۳۷، شامی: ۱/ ۲۲

www.abulhasanalinadwi.org

أنها سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تحد على ميت فوق ثلاث ليال الا على زوج أربعة أشهر و عشرا.(۱)

(حضرت ام حبیبہ اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ کسی میت پر تین رات سے زیادہ کا سوگ منائے سوائے (بیوہ کے جو حاملہ نہ ہو کہ وہ) شوہر کا سوگ چار مہینے دس دن کرے۔)

فقہی احکام

(۱) ہر اس مسلمان، عاقلہ، بالغہ عورت پر ایام عدت میں سوگ کرنا واجب ہے جس کے شوہر کا انتقال ہوگیا ہو۔(۲)

(۲) عدت وفات میں صاف لفظوں میں معتدہ کو نکاح کا پیغام دینا حرام ہے، اشارہ میں پیغام دے سکتا ہے۔(۳)

(۳) سوگ میں وہ تمام چیزیں داخل ہیں جن کو زیب وزینت کے طور پر کیا جاتا ہے، مثلاً: زیور پہننا، سرمہ لگانا، خوشبو لگانا، سر میں تیل لگانا، کنگھی کرنا، مہندی لگانا، بھڑکیلے کپڑے پہننا وغیرہ۔(۴)

(۴) غسل کرنا یا کسی ضرورت کی وجہ سے موٹے دندانے کی کنگھی سے کنگھا کرنا، اسی طرح سر درد ہو یا سر درد کا خطرہ ہو تو بغیر خوشبو کا تیل استعمال کرنا، اور بطور دوا کے سرمہ لگانا جائز ہے، لیکن سرمہ رات میں لگائے، دن میں پونچھ لے۔(۵)

(۱) البخاری، کتاب الطلاق، باب تحد المتوفی عنها أربعة أشهر و عشرا: ۸۰۳/۲

(۲) شامی: ۶۷۰/۱، ہندیہ: ۵۳۳/۱ (۳) شامی: ۶۷۲/۲، ہندیہ: ۵۳۴/۱

(۴) شامی: ۶۷۰/۲، ہندیہ: ۵۳۳/۱ (۵) شامی: ۶۰۷/۲، ہندیہ: ۵۳۳/۱

www.abulhasanalinadwi.org

عدت کہاں گزارے؟

(۵) شوہر کے انتقال کے وقت جس گھر میں عورت کی مستقل رہائش تھی، اسی گھر میں عدت گزارنا واجب ہے۔ (۱)

البتہ مندرجہ ذیل صورتوں میں اس گھر کو چھوڑ کر اس سے قریب ترین دوسری جگہ میں عدت گزار سکتی ہے:

(الف) وہ گھر کرایہ کا رہا ہو اور اس کا کرایہ دینے کی استطاعت اس میں نہ ہو۔ (۲)

(ب) وہ شوہر کا ذاتی مکان ہو، لیکن شوہر سے جتنا حصہ اس کو وراثت میں ملا وہ ناقابل رہائش ہو اور بقیہ حصہ دار اسے اپنے حصہ میں نہیں رہنے دیتے یا ان میں کچھ اجنبی لوگ ہیں۔ (۳)

(ج) وہ مکان منہدم ہو جائے یا اس کے منہدم ہونے کا خوف ہو، یا عزت وآبرو کا خوف ہو، یا عورت وہاں رہنے سے ناقابل برداشت حد تک ڈرتی ہو اور کوئی قابل اطمینان شخص ساتھ رہنے والا نہ ملے۔ (۴)

(٦) اس گھر سے عام حالات میں نکلنا جائز نہیں ہے، البتہ عورت اگر اتنی غریب ہے کہ محنت کے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا تو وہ دن بھر تک کے لیے نکل سکتی ہے۔ (۵)

اسی طرح عورت بیمار ہو اور گھر میں معالج بلوا کر علاج کروانا ممکن نہ ہو تو علاج کے لیے بھی باہر نکلنا یا اسپتال میں بھرتی ہونا جائز ہے۔ (٦)

قبروں کی زیارت

(۱) عن بريدة عن أبيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها. (۷)

(۱) شامی: ۲/۶۷۳ — (۲-۴) شامی: ۲/۶۷۴، ہندیہ: ۱/۵۳۵

(۵) شامی: ۲/۶۷۳، ہندیہ: ۱/۵۳۴ — (٦) احکام میت: ۱۳۵

(۷) صحيح مسلم، كتاب الجنائز: ۱/۳۱٤

www.abulhasanalinadwi.org

وزاد ابن ماجة عن ابن مسعود رضي الله عنه: "فانها تزهد في الدنيا وتذكر الآخرة".(١)

(حضرت بریدہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، تو اب ان کی زیارت کیا کرو)

(ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے کہ "اس لیے کہ قبریں دنیا کی بے رغبتی پیدا کرتی ہیں اور آخرت کی یاد دلاتی ہیں)

(٢)عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن زوارات القبور.(٢)

(حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی)

(٣)وعن محمد بن النعمان يرفع الحديث الى النبي صلى الله عليه وسلم قال: من زار قبر أبويه أو أحدهما في كل جمعة غفر له وكتب برا".(٣)

(حضرت محمد ابن نعمان رحمہ اللہ حدیث مرفوع میں فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی قبروں کی

(١)سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ما جاء في زيارة القبور: ١١٣

(٢)سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ماجاء في زيارة القبور: ١١٣، باب ما جاء في النهي عن زيارة النساء القبور: ١١٤، سنن الترمذي، كتاب الجنائز، باب ما جاء في كراهية زيارة القبور للنساء: ٢٠٣/١

(٣)رواه البيهقي في شعب الايمان مرسلا (مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، الفصل الثالث: ١٥٤/١

www.abulhasanalinadwi.org

زیارت ہر جمعہ کو کرے تو اس کی مغفرت کردی جائے گی اور اسے بارّ (والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا) لکھا جائے گا۔

فقہی مسائل

(۱) قبروں کی زیارت کرنا یعنی ان کو جا کر دیکھنا مردوں کے لیے مستحب ہے، بہتر یہ ہے کہ ہفتہ میں کم از کم ایک بار قبروں کی زیارت کی جائے، اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ وہ جمعہ کا دن ہو۔(۱)

(۲) کبھی کبھی شب برات میں بھی قبرستان جانا اور اہل قبور کے لیے دعائے مغفرت کرنا سنت سے ثابت ہے۔(۲)

زیارت قبور کا طریقہ

(۱) جب قبرستان میں داخل ہو تو تمام اہل قبور کی نیت کرتے ہوئے ان کو سلام کرے، اس سلام کے مختلف الفاظ احادیث میں وارد ہوئے ہیں، ان میں سے جس کو چاہے اختیار کرے، ذیل میں کچھ الفاظِ سلام لکھے جارہے ہیں:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ وَأَتَاکُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ غَداً مُؤَجَّلُوْنَ، وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ".(۳)

(اے جماعت مؤمنین کے گھر تم پر سلامتی ہو اور جس کا تم سے وعدہ کیا جارہا تھا وہ تمہارے پاس کل جلد آجائے، اور ہم ان شاء اللہ تم لوگوں سے آملنے والے ہیں)

یا کہے:

(۱) شامی: ۱/ ۶۶۵

(۲) احکام میت: ۹۶، مشکاۃ المصابیح، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور: ۱/ ۱۵۴

(۳) صحیح مسلم، کتاب الجنائز: ۱/ ۳۱۳

www.abulhasanalinadwi.org

"السَّلَامُ عَلیٰ أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُتَقَدِّمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ، وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ"(۱)

(مؤمنو اور مسلمانوں کے گھر والوں کو سلام پہنچے اور اللہ ہم میں سے پہلے جانے والوں اور بعد میں جانے والوں پر رحم فرمائے اور ان شاء اللہ ہم تم لوگوں سے ضرور آملیں گے)

یا کہے: "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُوْرِ، يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ، أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْأَثَرِ"(۲)

(اے قبر والو! تم پر سلام ہو، اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے، تم ہم سے آگے جانے والے ہو اور ہم تمہارے پیچھے پیچھے آرہے ہیں)

(۲) سلام کے بعد قبلہ کی طرف پشت کر کے اور قبر کی جانب منہ کر کے جتنا ہو سکے قرآن شریف پڑھ کر میت کو ثواب پہنچادیں، مثلاً: سورۂ فاتحہ، سورہ یٰس، سورہ "تبارك الذی"، سورۂ الهكم التكاثر یا "قل هو الله أحد" مکمل گیارہ بار یا سات بار یا جس قدر آسانی سے پڑھا جاسکے پڑھ کر دعا کریں کہ یا اللہ! اس کا ثواب صاحب قبر کو پہنچادے۔(۳)

(۳) میت کے لیے دعائے مغفرت بھی کرنی چاہیے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبروں کی زیارت اس لیے (بھی) فرماتے تھے کہ ان کے لیے دعائے مغفرت کریں۔(۴)

(۴) بعض فقہاء کے نزدیک عورتوں کا قبرستان جانا مطلقاً ناجائز ہے، لیکن مفتیٰ بہ قول یہ ہے کہ جوان عورت کا جانا تو ناجائز ہے، تاہم بوڑھی عورت جاسکتی ہے، بشرطیکہ بغیر زیب و زینت کا اہتمام کیے اور بغیر خوشبو استعمال کیے ہوئے پردہ کے ساتھ جائے

(۱) صحيح مسلم، كتاب الجنائز: ۱/۱۱٤

(۲) سنن الترمذی، كتاب الجنائز، باب ما يقول الرجل اذا دخل المقابر: ۱/۲۰۳

(۳) شامی: ۱/۶۶۵-۶۶۶، احکام میت: ۹۷

(۴) احکام میت: ۹۷، مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور: ۱۵٤

www.abulhasanalinadwi.org

اور اس بات کا یقین ہو کہ کوئی کام خلاف شریعت نہ کرے گی، مثلاً: رونا، پیٹنا، اہل قبور سے حاجتیں مانگنا اور دوسری ناجائز باتیں اور بدعتیں جو قبروں پر کی جاتی ہیں، ان سب سے پرہیز کیا جائے۔ (۱)

ایصالِ ثواب کا مسنون طریقہ

ایصالِ ثواب ایک طرح کی دعا ہے، آدمی جس طرح نماز جنازہ میں میت کے لیے دعاء کرتا ہے، استغفار کا اہتمام کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ان کی قبولیت کی امید رکھتا ہے، اسی طرح جب وہ کوئی نیک کام کرے خواہ وہ کام مالی ہو (جیسے: مسکین کو کھانا کھلانا، یا کپڑے، نقدی وغیرہ دینا، یا مساجد اور دینی مدارس کی تعمیر میں حصہ لینا) یا وہ کام بدنی عبادات سے متعلق ہو (جیسے: قرآن کی تلاوت کرنا، نفل روزے رکھنا، تسبیحات اور کلمہ طیبہ وغیرہ پڑھنا)..........اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ یا اللہ! ان نیک اعمال کا جو کچھ ثواب مجھے ملا ہے وہ ثواب فلاں شخص کو پہنچا دیجیے، تو اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ اس دعا کو شرف قبولیت سے نوازے گا۔ (۲)

ایصالِ ثواب کی حقیقت صرف اتنی ہی ہے، بقیہ جو مختلف رسمیں اور صورتیں ایصالِ ثواب کی رائج ہو گئی ہیں سب بے بنیاد ہیں، سب سے بچنا چاہیے۔

اس کے لیے شرعاً نہ کوئی خاص وقت یا دن مقرر ہے، نہ کوئی خاص جگہ یا مخصوص عبادت، نہ یہ ضروری ہے کہ اس کے لیے آدمی جمع ہوں، یا کھانا مٹھائی وغیرہ سامنے رکھا جائے، اور اس پر دم کیا جائے یا کسی عالم دین اور حافظ، قاری کو ضرور بلایا جائے، نہ یہ ضروری ہے کہ پورا قرآن ختم کیا جائے یا کوئی خاص سورہ یا دعا مخصوص تعداد میں پڑھی جائے۔

لوگوں نے اپنی طرف سے ایجاد کر کے یہ رسمیں اور پابندیاں بڑھالی ہیں، ورنہ شریعت نے ایصالِ ثواب کو اتنا آسان بنایا ہے کہ جو شخص جس وقت جس دن چاہے کوئی بھی نفلی عبادت کر کے اس کا ثواب میت کو پہنچا سکتا ہے۔ (۳)

(۱) شامی: ۱/۶۶۵، احکام میت: ۹۷-۹۸ (۲) شامی: ۱/۶۶۶ (۳) احکام میت: ۹۸

www.abulhasanalinadwi.org